إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ (القرآن)

کتاب وسنت کا ترجمان علمی دعوتی واصلاحی

سہ ماہی مجلّہ

المکرم

بیاد

شیخ الحدیث والتفسیر
حضرت مولانا محمد اسمٰعیل سلفی رحمہ اللہ
و
حکیم محمود سلفی رحمہ اللہ

نگران: حافظ اسعد محمود سلفی
مدیر: محمد عظیم حاصل پوری

4
جنوری، فروری، مارچ 2010ء
محرم، صفر، ربیع الاول ۱۴۳۱ھ

- امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراضات کے جوابات
- جشن میلاد اور اس کے بانی
- سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ
- جدائی کے آنسو
- رب البیت

ناشر
شعبۂ نشر واشاعت جامعہ اسلامیہ سلفیہ
(مسجد مکرم) ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ

قرآن وسنت کی رو سے داعی اور دعوت الی اللہ کی کامیابی کے راہنما اصول

درس قرآن — الشیخ عبد الوحید ساجد

﴿وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحاً وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾

''اور بات کے اعتبار سے اس سے اچھا کون ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ بیشک میں فرمابرداروں میں سے ہوں'' سورہ فصلت(٣٣/٤١)

① داعی اچھے اخلاق کا مالک ہو کیونکہ خوش خلقی نکھار اور ممتاز مقام عطا کرنے کا باعث بنتی ہے۔

② گفتار میں نرمی اختیار کرے نرم خو اور لطیف لب و لہجے کا حامل داعی دیگر افراد کی محبت اور عقیدت کا مرکز ومحور ہوتا ہے۔

③ کردار میں اعلیٰ اور پختہ ہو۔ کہ ایسے شخص کی لوگ حد درجہ توقیر و تعظیم کرتے ہیں۔

④ جو دعوت دے اس پر خود بھی عمل پیرا ہو تو اسکی بات غور سے سنی جائے گی اور عمل بھی جلد کیا جائے گا۔

⑤ جس بات سے منع کرے خود بھی اسکے قریب نہ جائے اس سے داعی کی شخصیت باوقار انتہائی قابل احترام پر ہیبت و بارعب ہو جائے گی۔

⑥ قرآن وسنت کی خالص، سچی، حکیمانہ انداز میں دعوت، اتحاد واتفاق اور معاشرے کی اصلاح کا باعث ہوگی۔

⑦ لاحاصل بحث لمبے وعظ اور فرقہ واریت کی دعوت سے نفرت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں اس سے اجتناب از حد ضروری ہے۔

⑧ دعوت واصلاح کے میدان میں اگر تکلیف وایذا پہنچے تو صبر کرے غصے میں نہ آئے عفو ودرگزر سے کام لے باہمت قرار پائے گا۔

⑨ ذکر واذکار، کوشش ومحنت اور تواضع وانکساری سے نہ صرف کامیابی حاصل ہوگی بلکہ دعوت دین اور تبلیغ پر بھی اسکے اچھے اور دوررس نتائج مرتب ہوں گے۔

نتیجہ: اور نہ نیکی برابر ہوتی ہے اور نہ برائی (برائی) کو اس (طریقے) کے ساتھ ہٹا' جو سب سے اچھا ہے تو اچانک وہ شخص کہ تیرے اور اس کے درمیان دشمنی ہے ایسا ہوگا جیسے وہ دلی دوست ہے اور یہ صفت انہی کو دی جاتی ہے جو صبر کریں اور اسی کو عطا کی جاتی ہے جو بہت بڑے نصیب والا ہے۔ سورہ فصلت(٣٤/٤١)

درس حدیث مت برا کہو میرے اصحاب کو

محمد مالک بھنڈر (مدرس جامعہ ھذا)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ کَانَ بَیْنَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِیْدِ وَبَیْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ شَیْئٌ فَسَبَّهُ خَالِدٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((لَا تَسُبُّوْا اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِیْ فَاِنَّ اَحَدَکُمْ لَوْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا اَدْرَکَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِیْفَهُ))

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ میں کچھ جھگڑا ہوا تو خالد رضی اللہ عنہ نے ان کو برا کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مت برا کہو میرے اصحاب میں سے کسی کو اس لیے کہ اگر کوئی تم میں سے احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو ان کے مد یا آدھے مد کے برابر نہیں ہوسکتا''

صحیح بخاری (۳٦۷۳) ومسلم(٦٤٨)

یہ فضیلت ان صحابہ کو حاصل ہے جو قدیم الاسلام تھے اور سابقین اور اولین میں سے تھے ان اصحاب پر جو متأخرین تھے کیونکہ آپ نے یہ خطاب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کیا تھا۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں اور دونوں صحابی ہیں لیکن عبدالرحمٰن بن عوف بن عوف سابقین اولین میں سے ہیں اور خالد بن الولید فتح مکہ کے قریب اسلام لائے۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحدید آیت (۱۰) میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

تم میں سے جن لوگوں نے فتح سے پہلے فی سبیل اللہ دیا ہے اور قتال کیا ہے وہ (دوسروں کے) برابر نہیں بلکہ ان سے بہت بڑے درجے کے ہیں جنہوں نے فتح کے بعد خیراتیں دیں اور جہاد کیے۔ ہاں بھلائی کا وعدہ تو اللہ کا ان سب سے ہے جب اتنا فرق ایک صحابی کا دوسرے صحابی سے ایک کے قدیم الاسلام اور دوسرے کے تأخرالاسلام ہونے کی وجہ سے، پھر آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ عام امتی اور صحابہ کرام کا درجات ومراتب میں کتنا فرق ہوگا۔

صحابہ کو برا کہنا سخت حرام ہے گو وہ صحابہ ہوں جو لڑائی میں ایک دوسرے کے مقابلہ میں شریک تھے اس لیے کہ وہ مجتہد تھے اس لڑائی کے بارہ میں اور مجتہد کی خطا معاف ہے اور صحابہ کو برا کہنا گناہ کبیرہ ہے۔ اور کوئی ولی یا بزرگ یا پیر ادنیٰ صحابی کے مرتبے تک نہیں پہنچ سکتا۔

قسط نمبر۴ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آخری قسط

أحکام ومسائل

حافظ عبدالمنان نورپوری

سوال:۹۔اسی طرح سنن ترمذی باب ۷۶ میں امام ترمذی رحمہ اللہ نے باب رفع الیدین عندالرکوع قائم کیا ہے اب جواحادیث ہونی چاہیے جورکوع کے وقت رفع الیدین کی ہیں لیکن امام ترمذی رحمہ اللہ اس باب کے تحت دوسری احادیث کے ساتھ یہ حدیث بھی لائے ہیں کہ فرمایا: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہامیں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کرنہ دکھاؤں عرض کیادکھائیں پس انہوں نے نماز پڑھی اورسوائے پہلی مرتبہ کے رفع الیدین نہ کیا''

کاش یہ حدیث امام ترمذی رحمہ اللہ اس باب کے تحت درج نہ فرماتے کیونکہ یہ حدیث اس باب کے تحت بنتی نہیں اس باب میں وہی حدیث لاتے جورکوع کے وقت رفع الیدین کوثابت کرتی ہیں اورایسی احادیث کے لیے آپ دوسراباب قائم فرمادیتے۔

جواب:امام ترمذی رحمہ اللہ نے جامع ترمذی میں باب قائم فرمایا«« باب رفع الیدین عندالرکوع »»اس باب میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ والی حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع جاتے اوررکوع سے سراٹھاتے وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے ذکرفرمائی پھرعبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والی حدیث کہ رسول اللہ رضی اللہ عنہ نے صرف پہلی دفعہ ہی رفع الیدین کیابیان فرمائی اس پرآپ لکھتے ہیں ''کاش یہ حدیث امام ترمذی رحمہ اللہ اس باب کے تحت درج نہ فرماتے کیونکہ یہ حدیث اس باب کے تحت بنتی نہیں اس باب میں وہی حدیث لاتے جورکوع کے وقت رفع الیدین کوثابت کرتی ہیں اورایسی احادیث کے لیے آپ دوسراباب قائم فرمادیتے۔''

اولاً: آپ پہلے امام بخاری اورصحیح بخاری کے متعلق چیزیں بیان فرمارہے ہیں اور یہ چیز جوآپ نے ''کاش یہ حدیث امام ترمذی'' الخ کے الفاظ سے بیان فرمائی ہے نہ توامام بخاری سے متعلق ہے اورنہ ہی صحیح بخاری سے متعلق۔

ثانیاً: پچھلے نمبر میں آپ نے امام بخاری کے ترجمۃ الباب میں ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث کو بلاسند بیان کرنے سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے کسی مسئلہ کے اثبات کے لیے اقوال مراسیل اور مقطوع روایات ذکر کرنے کے جواز کو کشید فرمایا تھا تو اس جگہ امام ترمذی کے اس عمل سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے حق میں کس چیز کا جواز کشید کر رہے ہیں؟

ثالثاً: رفع الیدین عندالرکوع کے دو پہلو ہیں اثبات اور نفی۔ تو امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس باب میں دنوں پہلوؤں والی احادیث بیان فرمادیں اور بتادیا کہ رفع الیدین عندالرکوع کے اثبات والی حدیث ابن عمر حسن صحیح ہے اور نفی والی حدیث ابن مسعود حسن اور لم یثبت ہے لہذا جناب کا ارشاد فرمانا ''کاش یہ حدیث امام ترمذی'' الخ بے معنی اور بے بنیاد ہے۔

رابعاً: کئی محدثین نے ابن عمر رضی اللہ عنہ والی 'رفع الیدین عندالرکوع' کرنے کی حدیث اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ والی 'رفع الیدین عندالرکوع' نہ کرنے والی حدیث کو الگ الگ دو بابوں میں ذکر فرمایا ہے تو کیا اس سے اقوال، مراسیل اور مقطوع روایات سے مسائل کا اثبات ثابت ہو گیا ہے۔؟ نہیں، ہرگز نہیں، تو اس بحث کا اس مقام پر فائدہ..؟

سوال ۱۰: ان مثالوں کے بعد یہ کہنا چاہوں گا کہ امام ابوحنیفہ کے خلاف باتیں کوئی حقیقت نہیں رکھتی امام ابوحنیفہ امام بخاری کے بعد ہوتے تو اعتراض کا جواز بھی بنتا وہ تو امام بخاری سے دو نسلیں پہلے گزرے ہیں ان کے پاس تو ان سے اعلیٰ سندیں ہیں۔ ان کی بات زیادہ معتبر ہے وہ براہ راست یا صحابہ سے سن کر روایت کرتے ہیں یا تابعین سے سن کر روایت کرتے ہیں امام بخاری رحمہ اللہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان چار یا پانچ واسطے ہوتے ہیں تب روایت کرتے ہیں، امام بخاری رحمہ اللہ روایت کے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ درایت کے امام ہیں۔

جواب: جناب لکھتے ہیں ''ان مثالوں کے بعد یہ کہنا چاہوں گا کہ امام ابوحنیفہ کے خلاف باتیں کوئی حقیقت نہیں رکھتی امام ابوحنیفہ امام بخاری کے بعد ہوتے تو اعتراض کا جواز بھی بنتا وہ تو امام بخاری سے دو نسلیں پہلے گزرے ہیں ان کے پاس تو ان سے اعلیٰ سندیں ہیں۔ ان کی بات زیادہ معتبر ہے وہ براہ راست یا صحابہ سے سن کر روایت کرتے ہیں یا تابعین سے سن کر روایت کرتے ہیں امام بخاری

اورحضور ﷺ کے درمیان چار یا پانچ واسطے ہوتے ہیں تب روایت کرتے ہیں امام بخاری رحمہ اللہ روایت کے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ درایت کے امام ہیں''۔

اولاً: معیار پہلے بعد ہونا نہیں معیار کتاب وسنت ہے بات خواہ امام ابوحنیفہ کی ہو خواہ امام بخاری کی خواہ کسی اور کی کتاب وسنت کے موافق ہے کتاب وسنت اس کی تائید کرتے ہیں تو درست۔ زمانہ میں پہلے یا بعد ہونا کوئی معیار نہیں۔

ثانیاً: اپنے اسی اصول کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے آپ کہیں گے کہ امام مالک کے خلاف باتیں کوئی حقیقت نہیں رکھتی امام مالک امام بخاری کے بعد ہوتے تو اعتراض کا جواز بھی بنتا وہ تو امام بخاری سے دو نسلیں پہلے ہو گزرے ہیں ان کے پاس تو ان سے اعلیٰ سندیں ہیں ان کی بات زیادہ معتبر ہے ؟ تو پھر آپ امام مالک کی تقلید کیوں نہیں کرتے ؟

ثانیاً: مدینہ منورہ کے فقہاء سبعہ امام ابوحنیفہ سے پہلے گزرے ہیں ان کے پاس تو ان سے اعلیٰ سندیں ہیں ان کی بات زیادہ معتبر ہے پھر امام ابوحنیفہ کی تقلید کیوں؟

ثالثاً: جن اہل علم سے امام ابوحنیفہ نے علم حاصل کیا جو امام ابوحنیفہ کے استاذ اور شیخ ہیں ان کے پاس تو ان سے اعلیٰ سندیں ہیں ان کی بات زیادہ معتبر ہے پھر تقلید امام ابوحنیفہ کے اساتذہ اور مشائخ کی کیوں نہیں کی؟

رابعاً: سند کی استنادی حیثیت کا دارومدار صحت وقوت پر ہے واسطے کم یا زیادہ ہونے پر نہیں مثلاً ایک سند کے اندر واسطے کم ہیں مگر ہے ضعیف تو اس کی استنادی حیثیت مخدوش ہے وہ اثبات مسئلہ میں کام نہیں دے گی اور ایک سند کے اندر واسطے زیادہ ہیں مگر ہے صحیح وقوی تو اس کی استنادی حیثیت مخدوش نہیں وہ اثبات مسئلہ میں کام دے گی بشرطیکہ اور کوئی ضعف اس میں نہ ہو لہذا امام ابوحنیفہ کے پاس جو اعلیٰ سندیں ہیں ان کی صحت وقوت اگر ثابت ہے تو وہ معتبر ومستند ہوں گی ورنہ ان کا اعلیٰ اور کم واسطوں والی ہونا سودمند نہیں۔

خامساً: ہدایہ میں ہے۔

«««الاشربة المحرمة اربعة »»»،«««الخمر وهي عصير العنب اذا غلا واشتد وقذف

بالزبد''اور''فلم یحرم کل مسکر»»»

[«««حرام مشروب چار ہیں،خمر(شراب) انگوروں کا شیرہ جبکہ جوش مارے اور جھاگ چھوڑ دے ہر نشہ آور(شئے) کو حرام قرار نہیں دیا»»»]

تینوں کو امام ابوحنفیہ کے اقوال قرار دیا گیا ہے جناب فرماتے ہیں وہ.....امام ابوحنیفہ.....تو امام بخاری سے دو نسلیں پہلے گزرے ہیں ان کے پاس تو ان سے اعلیٰ سندیں ہیں ان کی بات زیادہ معتبر ہے ''لہذا آپ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ان تینوں قولوں کی اسانید بیان فرمائیں جو رسول اللہ ﷺ تک پہنچتی ہوں امام بخاری کی سندوں سے اعلیٰ ہوں اور صحت وقوت کے معیار پر بھی پوری اترتی ہوں تاکہ ان کے تینوں قول زیادہ معتبر بن سکیں۔

سادساً: جناب لکھتے ہیں وہ.....امام ابوحنیفہ.....تو امام بخاری سے دو نسلیں پہلے گزرے ہیں ان کے پاس تو ان سے اعلیٰ سندیں ہیں ان کی بات زیادہ معتبر ہے'' جب صورت حال یہ ہے تو بتایا جائے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ والی وہ اعلیٰ سندیں امام بخاری اور امام مسلم اپنی اپنی صحیح میں کیوں نہیں لائے؟ آخر وجہ کیا ہے؟ وضاحت فرمائی جائے۔

سابعاً: آپ لکھتے ہیں وہ.....امام ابوحنیفہ..... براہ راست یا صحابہ سے سن کر روایت کرتے ہیں'' الخ کوئی ایک ہی حدیث ایسی بیان فرمادیں جس کی سند صحیح ہو اور وہ حدیث امام ابوحنیفہ نے رسول اللہ ﷺ کے صحابی رضی اللہ عنہ سے سن کر بیان کی ہو۔

ثامناً جناب لکھتے ہیں''امام بخاری اور حضور ﷺ کے درمیان تو ۴ یا ۵ واسطے ہوتے ہیں'' اہل علم جانتے ہیں کہ صحیح بخاری کے اندر بیس سے زیادہ ایسی احادیث ہیں جن کی اسانید میں امام بخاری اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان تین واسطے ہیں ان کو ثلاثیات بخاری کہا جاتا ہے بطور مثال ان سے ایک حدیث درج کی جاتی ہے۔

صحیح بخاری کتاب الصوم باب اذا نوی بالنهار صوما حدیث ۱۹۲۴ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا يُنَادِي فِي النَّاسِ يَوْمَ

عَاشُورَاءَ أَنَّ مَنْ أَكَلَ فَلْيُتِمَّ أَوْ فَلْيَصُمْ وَمَنْ لَمْ يَأْكُلْ فَلَا يَأْكُلْ))

[«باب جب روزے کی نیت دن کو کرے۔ہم کو ابو عاصم نے حدیث بیان کی وہ یزید بن ابی عبید سے بیان کرتے ہیں وہ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے عاشوراء کے دن ایک آدمی کو اعلان کرنے کے لیے بھیجا کہ جس نے کھالیا تو وہ (بقیہ دن بغیر کچھ کھائے) پورا کرے یا روزہ رکھے اور جس نے کچھ نہیں کھایا تو وہ (بھی) کچھ نہ کھائے۔'']

اس حدیث کی سند میں امام بخاری اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان تین واسطے ہیں ۔۱۔ابو عاصم ۲۔یزید بن ابی عبید۔۳۔سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ تو آپ امام بخاری اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان چار یا پانچ واسطے قرار دینے والے کے علم کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

تاسعاً جناب لکھتے ہیں ''امام بخاری اور حضور ﷺ کے درمیان تو ۴ یا ۵ واسطے ہوتے ہیں'' اہل علم جانتے ہیں کہ امام بخاری اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان کم از کم ۳ واسطے ہوتے ہیں جیسا کہ تفصیل نمبر ۸ میں گزر چکی ہے اور اہل علم اس بات کو بھی خوب جانتے ہیں کہ امام بخاری اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان بسا اوقات پانچ سے زیادہ واسطے بھی ہوتے ہیں چنانچہ صحیح بخاری کی پہلی حدیث پڑھ لیں امام بخاری فرماتے ہیں۔

((حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِءٍ مَا نَوَى.....))

[''ہم کو حمیدی نے حدیث بیان کی، اس نے کہا ہم کو سفیان نے حدیث بیان کی، وہ یحییٰ بن سعید انصاری سے، اس نے کہا مجھے محمد بن ابراہیم تیمی نے خبر دی کہ اس نے علقمہ بن وقاص لیثی کو سنا، وہ کہتے ہیں میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو منبر پر سنا۔انہوں نے کہا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ ﷺ فرماتے ہیں: کہ اعمال صرف نیتوں کے ساتھ

(معتبر) ہیں ہر ایک کے لیے صرف وہی ہے جس کی اس نے نیت کی۔'']

اس حدیث کی سند میں امام بخاری اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان چھ واسطے ہیں ۔۱۔حمیدی ۔۲۔سفیان ۔۳۔یحیٰ بن سعید انصاری ۔۴۔محمد بن ابراہیم تیمی ۔۵۔علقمہ بن وقاص لیثی ۔۶۔عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ صحیح بخاری میں چھ سے زیادہ واسطوں والی اسانید بھی ہیں یہ ایک چھ واسطوں والی بطور نمونہ پیش کر دی ہے تا کہ آپ کو امام بخاری اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان چار یا پانچ واسطے قرار دینے والوں کے علم کا اندازہ ہو سکے۔

رحمہ اللہ عاشراً: جناب لکھتے ہیں ''امام بخاری روایت کے امام ہیں اور امام ابوحنیفہ درایت کے امام ہیں'' اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ کے نزدیک امام بخاری درایت کے اور امام ابوحنیفہ روایت کے امام نہیں ۔تو غور فرمائیں جو آپ نے اپنے قول ''وہ.....امام ابوحنیفہ .....تو امام بخاری سے دو نسلیں پہلے گزرے ہیں ان کے پاس تو ان سے اعلیٰ سندیں ہیں'' اور اپنے قول ''یہ بات کتنی تعجب پر مبنی ہوگی کہ امام بخاری بخارا سے کوفہ میں آ کر علم حدیث لیں اور امام ابوحنیفہ جنکی ساری زندگی کوفہ و بغداد علم کے منبع میں گزری ان کے بارے میں یہ تصور ہو کہ ان کے پاس علم حدیث کا ذخیرہ کم تھا یہ بات عقل و قیاس اور کسی بھی اعتبار سے دانش کے پیمانے پر درست ثابت نہیں ہوتی ''میں زور لگایا چہ معنیٰ دارد؟ پھر غور فرمائیں آپ کی یہ آخری بات ''امام بخاری روایت کے امام ہیں اور امام ابوحنیفہ درایت کے امام ہیں'' تو عقل و قیاس اور ہر اعتبار سے دانش کے پیمانے پر درست ثابت ہوتی ہے آخر آپ اس کے قائل بھی تو دانشمند ہی ہیں علقمند ہی ہیں اور قیاس مند ہی ہیں ۔پھر ہے بھی یہ آپ کی آخری بات «« وانما یؤخذ بالاخر فالاخر »» پھر امام بخاری کو درایت کا امام نہ سمجھنا بھی درست نہیں کیونکہ مقدمہ فتح الباری میں لکھا ہے۔

((قال أحمد بن إسحاق السرماری من أراد أن ينظر إلى فقيه بحقه وصدقه فلينظر إلى محمد بن إسماعيل وقال حاشد رأيت عمرو بن زرارة ومحمد بن رافع عند محمد بن إسماعيل وهما يسألانه عن علل الحديث فلما قاما قالا لمن حضر المجلس لا تخدعوا عن أبی عبد الله فإنه أفقه منا وأعلم

وأبصر وقال محمد بن يوسف الهمدانی کنا عند فجاء رجل شعرانی یقال له أبو یعقوب فسأله عن محمد بن إسماعیل فقال یا هؤلاء نظرت فی الحدیث ونظرت فی الرأی وجالست الفقهاء والزهاد والعباد فما رأیت منذ عقلت مثل محمد بن إسماعیل قال وسئل قتیبة عن طلاق السکران فدخل محمد بن إسماعیل فقال قتیبة للسائل هذا أحمد بن حنبل وإسحاق بن راهویه وعلی بن المدینی قد ساقهم الله إلیك وأشار إلی البخاری وقال یعقوب بن إبراهیم الدورقی ونعیم بن حماد الخزاعی محمد بن إسماعیل البخاری فقیه هذه الأمة وقال بندار محمد بن بشار هو أفقه خلق الله فی زماننا وقال الفربری سمعت محمد بن أبی حاتم یقول سمعت حاشد بن إسماعیل یقول کنت بالبصرة فسمعت بقدوم محمد بن إسماعیل فلما قدم قال محمد بن بشار قدم الیوم سید الفقهاءوقال حاشد بن إسماعیل قال لی أبو مصعب أحمد بن أبی بکر الزهری محمد بن إسماعیل أفقه عندنا وأبصر بالحدیث من أحمد بن حنبل فقال له رجل من جلسائه جاوزت الحد فقال له أبو مصعب لو أدرکت مالکا ونظرت إلی وجهه ووجه محمد بن إسماعیل لقلت کلاهما واحد فی الحدیث والفقه)

[''احمد بن اسحاق سرماری رحمہ اللہ نے کہا، جس کا حقیقی فقیہ دیکھنے کا ارادہ ہو تو وہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ کو دیکھے۔ حاشد نے کہا: میں نے عمرو بن زرارہ اور محمد بن رافع کو امام بخاری کے پاس دیکھا کہ وہ دونوں ان سے علل حدیث کے متعلق سوال کر رہے تھے جب اٹھے تو حاضرین مجلس سے کہا۔ ابوعبداللہ (امام بخاری) کے بارے کسی دھوکے میں نہ رہنا، وہ ہم سے زیادہ فقیہ، زیادہ عالم اور زیادہ بصیرت والے ہیں۔ محمد بن یوسف ھمدانی رحمہ اللہ نے کہا۔ ہم قتیبہ کے پاس تھے کہ ابو یعقوب نامی ایک شعرانی آدمی آیا اور امام بخاری بارے سوال کیا۔ تو (قتیبہ) نے کہا: اے مخاطبین! میں نے حدیث میں دیکھا، رائے میں

دیکھا، فقیہوں، زاہدوں، عابدوں کی مجلس میں بیٹھا ہوں جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے امام بخاری جیسا کوئی نہیں دیکھا، قتیبہ سے طلاق سکران کے متعلق پوچھا گیا تو (اتنے میں) امام بخاری رحمہ اللہ تشریف لائے۔ قتیبہ رحمہ اللہ نے سائل سے کہا۔ اللہ نے تیرے پاس احمد بن حنبل رحمہ اللہ، اسحاق بن راہویہ، علی بن مدینی کو بھیجا ہے اور امام بخاری کی طرف اشارہ کیا۔ یعقوب دورقی اور نعیم بن حماد خزاعی نے فرمایا، محمد بن اسماعیل بخاری اس امت کے فقیہ ہیں اور امام بندار محمد بن بشار نے کہا کہ امام بخاری ہمارے دور میں اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ فقیہ ہیں۔ فربری نے کہا۔ میں نے محمد بن ابی حاتم سے سنا۔ وہ کہتے ہیں میں نے حاشد بن اسماعیل سے سنا وہ کہتے ہیں میں بصرہ میں تھا کہ محمد بن اسماعیل (بخاری) کی آمد کی خبر سنی۔ جب آئے تو محمد بن بشار نے کہا۔ آج سید الفقہاء (فقیہوں کے سردار) تشریف لائے ہیں۔ حاشد بن اسماعیل نے کہا: مجھے ابو مصعب احمد بن ابی بکر الزھری نے کہا، ہمارے نزدیک امام بخاری رحمہ اللہ، احمد بن حنبل سے زیادہ فقیہ اور حدیث میں زیادہ بصیرت والے ہیں۔ حاضرین مجلس میں سے ایک آدمی نے کہا: آپ نے حد سے تجاوز کیا ہے۔ تو ابو مصعب نے اسے کہا اگر تو امام مالک کو پالیتا اور انکا چہرہ دیکھتا اور محمد بن اسماعیل کا چہرہ دیکھتا تو تو کہتا دونوں حدیث میں ایک (مرتبہ میں برابر) ہیں۔'']

یہ امام بخاری رحمہ اللہ کے آٹھ اساتذہ کرام ہیں جو شہادت دے رہے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ سنت وحدیث دانی، فقہ دانی اور درایت میں ایک خاص مقام رکھتے تھے۔

شیخ ابو مصعب احمد بن ابی بکر زہری رحمہ اللہ نے تو امام بخاری رحمہ اللہ کو حدیث دانی اور فقہ دانی میں امام مالک رحمہ اللہ کے ہم پلہ قرار دیا ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ کا حدیث دانی اور فقہ دانی میں کیا مقام تھا سنیے امام ابن ابی حاتم رازی رحمہ اللہ تقدمۃ الجرح والتعدیل میں لکھتے ہیں۔

((وأما محمد بن الحسن فحدثنا محمد بن عبد الله بن عبد الحكم قال سمعت الشافعي يقول قال لي محمد بن الحسن: ايهما اعلم صاحبنا ام صاحبكم ؟ يعني ابا حنيفة ومالك بن انس قلت: على الانصاف ؟ قال:

نعم. قلت :فأنشدك الله من اعلم بالقرآن -صاحبنا أو صاحبكم ؟ قال: صاحبكم يعنى مالكا. قلت فمن اعلم بالسنة -صاحبنا أو صاحبكم ؟ قال: اللهم صاحبكم، قلت :فأنشدك الله من اعلم بأقاويل اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم والمتقدمين -صاحبنا أو صاحبكم ؟ قال :صاحبكم، قال الشافعى :فقلت :لم يبق الا القياس، والقياس لا يكون الا على هذه الاشياء فمن لم يعرف الاصول فعلى أى شئى يقيس ؟قال عبد الرحمن فقد قدم محمد بن الحسن مالك بن انس على ابى حنيفة واقر له بفضل العلم بالكتاب والسنة والآثار وقد شاهدهما وروى عنهما))

[((ہے محمد بن حسن تو ہم کو محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے بیان کیا۔اس نے کہا، میں نے امام شافعی رحمہ اللہ سے سنا۔ وہ کہتے ہیں مجھے محمد بن حسن نے (سوال کرتے ہوئے) کہا: ان دونوں میں زیادہ (بڑا) عالم کون ہے؟ ہمارے استاذ مراد ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ ہیں۔ میں نے کہا: انصاف کے ساتھ؟ کہا، ہاں، کہا، بخدا بتاؤ قرآن کا زیادہ عالم کون ہے۔؟ ہمارے استاذ یا آپ کے استاذ۔؟ کہا آپ کے استاذ یعنی امام مالک رحمہ اللہ ۔ میں نے کہا: سنت کا زیادہ عالم کون ہے۔؟ ہمارے استاذ یا آپ کے استاذ۔؟۔کہا بخدا آپکے استاذ۔ میں نے کہا۔تم کو اللہ کی قسم بتاؤ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور متقدمین کے اقوال کا زیادہ عالم کون ہے۔؟ ہمارے استاذ یا آپ کے استاذ۔؟ کہا، آپ کے استاذ۔امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ میں نے کہا: قیاس کے سوا کچھ بھی باقی نہ رہا۔ اور قیاس بھی تو انہیں چیزوں (قرآن، سنت، اقوالِ صحابہ) پر ہوگا تو جو شخص اصول نہیں جانتا وہ قیاس کس چیز پر کرے گا۔عبدالرحمٰن کہتے ہیں محمد بن حسن نے امام مالک رحمہ اللہ کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مقدم کیا اور ان (امام مالک) کے لیے فضیلت علم بالکتاب والسنۃ والاثار کا اقرار کیا اور ان دونوں کے پاس حاضر (شاگرد) رہے ہیں اور دونوں سے روایت کیا ہے۔))]

تو ثابت ہوا امام مالک اور امام ابوحنیفہ دونوں کے شاگرد امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ کے نزدیک امام

مالک قرآن دانی ،سنت دانی اورآثاردانی میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے زیادہ مقام ومرتبہ رکھتے ہیں اوران چیزوں میں وہ امام ابوحنیفہ پرمقدم وفائق ہیں اورامام بخاری کے شیخ واستاذ ابومصعب زہری امام بخاری کوامام مالک کے ہم پلہ قرار دے رہے ہیں۔

تو نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ بھی قرآن دانی ،سنت دانی اورآثاردانی میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ پرمقدم وفائق ہیں تو ثابت ہوا امام بخاری رحمہ اللہ الباری روایت ودرایت دونوں میں امام ہیں انہیں صرف روایت کا امام قرار دینا تحکم ،سینہ زوری اورناانصافی ہے۔پھر جناب گرامی کے کئی بیان گزر چکے ہیں جن سے امام بخاری کی فقاہت ثابت ہوتی ہے نیز ان کا مجتہد ہونا آشکارا ہوتا ہے مثلاً

ا۔جناب خود لکھتے ہیں ''بخاری شریف کے اندر دو چیزیں ملیں گی ایک احادیث اوردوسرا تراجم الابواب ہرمقام پرکتاب کے عنوان کے تحت کئی ابواب قائم کئے ہیں اورباب عنوان کے ساتھ کہیں آیات کریمہ کے جز کہیں صحابہ یا تابعین کے اقوال اورکہیں سند کے بغیر رسول اللہ ﷺ کی حدیث کا ایک جز بیان کرتے ہیں اوراس کے بعد آپ روایت حدیث کی طرف آتے ہیں پس احادیث لانے سے قبل جو آیت یا حدیث یا قول صحابہ نقل کرتے ہیں وہ امام بخاری کا فقہی مذہب اورفقہی نقطہ نظر ہوتا ہے''۔

۲۔پھر آپ خود ہی تحریر فرماتے ہیں ''حدیث الباب اورترجمۃ الباب میں فرق ہے جن لوگوں نے یہ فرق ملحوظ نہ رکھا وہ ٹھوکر کھا گئے انہیں مغالطہ لگا حدیث الباب سے مراد اس باب میں مذکور احادیث مصطفیٰ ہیں یعنی وہ احادیث حضور ﷺ کے فرامین واعمال وتقاریر ہیں۔ترجمۃ الباب حدیث نبوی نہیں بلکہ امام بخاری کا فقہی مذہب ہے اوران کے فقہی رجحان کو ظاہر کرتا ہے یہ دراصل فقہ البخاری ہے''۔

۳۔جناب گرامی خود ہی لکھتے ہیں ''یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ ترجمۃ الباب اصل میں اجتہاد بخاری ہے جس پرانہیں مجتہد کہتے ہیں لہذا ترجمۃ الباب سے اختلاف کرسکتے ہیں کہ وہ حدیث رسول ﷺ نہیں ہے امام بخاری کی فقہ کو ماننے والے اگر فقہ امام اعظم سے اختلاف کرتے ہیں تو فقہ بخاری سے اختلاف کیوں نہیں ہوسکتا''۔

۴۔ جناب گرامی خود ہی تحریر فرماتے ہیں ''امام بخاری نے تراجم الابواب میں اپنا موقف بیان کیا ہے ان کا طریقہ یہ ہے کہ کسی مسئلے پر اپنے رجحان علمی، مذہب فقہی، رجحان طبع اور اپنی تحقیق کو پوری امانت ،دیانت اور عدل وانصاف کے ساتھ ترجمۃ الباب میں روایت حدیث سے پہلے درج کر دیتے ہیں اور بعد میں احادیث وہ لاتے ہیں جو ان کے موقف کے مطابق ہوتی ہیں بخاری صرف احادیث کی کتاب نہیں بلکہ تراجم الابواب کی صورت میں امام بخاری کے اپنے فقہی رجحان اور فقہی اجتہاد کی کتاب بھی ہے اور یہ فرق میرا پیدا کردہ نہیں بلکہ محقق، مسلم اور متفق علیہ فرق ہے اہل علم اس کا انکار نہیں کر سکتے''۔

تو ان چار اقتباسات سے واضح ہے کہ امام بخاری آپ کے نزدیک بھی جس طرح فن حدیث اور روایت کے امام ہیں اسی طرح فقہ، اجتہاد اور درایت کے بھی امام ہیں اور ان کی کتاب جامع صحیح ان دونوں چیزوں کا شاہد صدق ہے ۔تراجم الابواب امام بخاری کی امامت درفقہ ودرایت پر دلالت کرتے ہیں اس لیے کہا جاتا ہے ''فقہ البخاری فی تراجمہ'' اور احادیث ابواب امام بخاری کی امامت درفن حدیث وروایت پر دلالت کرتی ہیں اس لیے کہا جاتا ہے ''البخاری امیر المؤمنین فی الحدیث ﴾لہذا آپ کا لکھنا ''امام بخاری روایت کے امام ہیں''، عقل، نقل، آپ کے اپنے بیانات اور قیاس ودانش کے کسی پیمانے پر بھی درست ثابت نہیں ہوتا۔

واللہ اعلم ۔اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ ۔

جشن میلاد اور اس کے بانی

محمد ارشد کمال (سکیم موڑ لاہور)

نبی کریم ﷺ سے محبت وعقیدت عین ایمان ہے۔آپ کی ولادت سے وفات تک حیات طیبہ کا ایک ایک پہلو ذکر کرنا باعث رحمت ہے، آپ کا ذکر خیر کسی خاص زمان ومکان پر موقوف نہیں بلکہ ہر آن وزمان سیرت طیبہ سننا، سنانا سعادت عظمیٰ ہے لیکن کیا بارہ ربیع الاول کو محفل میلاد مقرر کرنا، بھنگڑے ڈالنا، رقص کرنا، قوالیاں گانا، شرکیہ نعتیں پڑھنا اور میلاد النبی کے جلوس نکالنا یہ نبی ﷺ سے ثابت ہیں ؟۔اگر ثابت ہو جائیں تو چشم ما روشن دل ما شاد پھر کسی کو کیا مجال لیکن اگر نہیں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ خیر القرون میں اس کا کہیں وجود نہیں ملتا نہ نبی ﷺ سے نہ خلفاء راشدین اور نہ ہی کسی دوسرے صحابی سے ۔حضرات تابعین عظام وتبع تابعین میں سے بھی کسی ایک سے یہ ثابت نہیں، تو جب زمانہ خیر القرون میں کہیں اور کسی سے بھی اس کا ذکر نہیں ملتا تو اس کے بدعت اور گمراہی ہونے میں کوئی شک باقی نہیں رہتا۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُوْلِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾

''اے ایمان والو!تم اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو یقیناً اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے''۔ الحجرات(۱/٤٩)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو حکم دے رہے ہیں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے آگے مت بڑھیں مطلب یہ ہے کہ کتاب وسنت سے ہٹ کر کوئی عمل نہ کریں، اپنی طرف سے دین میں اضافہ یا بدعات ایجاد نہ کریں کیونکہ یہ سب اللہ اور اس کے رسول سے آگے بڑھنے کے مترادف ہے جو کسی بھی صاحب ایمان کے لیے لائق نہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا أَطِيْعُوا اللَّهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ﴾

''اے ایمان والو!تم اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال باطل نہ

کرو‘‘۔ سورہ محمد(۳۳/۴۷)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ رب العالمین کی بارگاہ اقدس میں صرف وہی اعمال قابل قبول ہیں جن پر اللہ اور اسکے رسول کی مہر ہو بصورت دیگر وہ عمل کتنا ہی بھلا کیوں نہ لگے اگر وہ اللہ اور اس کے رسول کی مہر سے کورا ہے تو وہ مردود ہے ایسے عمل کی اللہ کے ہاں کوئی وقعت نہیں۔

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کوفہ کی مسجد میں ایک نیا کام ہوتا دیکھ کر سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ چند لوگ مسجد میں حلقہ بنا کر بیٹھے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے سو دفعہ اللہ اکبر کہو تو وہ سنگریزوں پر سو دفعہ اللہ اکبر کا ورد شروع کر دیتے ہیں پھر سو بار لا الہ الا اللہ اور سو بار سبحان اللہ پڑھنے کے لیے کہتا ہے تو لوگ مل کر اس کا ورد شروع کر دیتے ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا انہیں کہہ دو کہ تم اپنے گناہ شمار کرو نیکیوں کے ہم ضامن ہیں۔ پھر آپ موقع پر پہنچ گئے اور انہیں مخاطب کر کے فرمایا:

((مَاهٰذَا الَّذِیْ تَصْنَعُوْنَ ؟))

’’یہ تم کیا کر رہے ہو‘‘؟

انہوں نے کہا کہ کنکریوں پر اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ سبحان اللہ پڑھ کر اللہ کا ذکر کر رہے ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ’’تم اپنے گناہ شمار کرو نیکیوں کا میں ضامن ہوں کہ وہ برباد نہیں ہوں گی افسوس ہے تم پر اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم! تم کس قدر جلد برباد ہو رہے ہو ابھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سارے صحابہ موجود ہیں، ابھی تو آپ کے کپڑے بوسیدہ نہیں ہوئے، آپ کے برتن نہیں ٹوٹے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یا تو تمہارا یہ طریقہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے بہتر ہے یا تم گمراہی کا دروازہ کھول رہے ہو۔‘‘

وہ بولے اے ابوعبدالرحمٰن! ہم تو یہ اچھا کام کر رہے ہیں تو سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((وَكَمْ مِنْ مُرِيْدٍ لِلْخَيْرِ لَنْ يُصِيْبَهُ))

کتنے ہی نیکی کے خواہش مند ایسے ہوتے ہیں جو نیکی حاصل نہیں کر سکتے [دارمی ۱/۷۹(۲۰۴) صحیح]

غور فرمائیں! کہ یہ لوگ بظاہر کوئی برا کام نہیں کر رہے تھے لیکن ابن مسعود رضی اللہ عنہ یہ سب دیکھ کر سخت

ناراض ہوئے اورانہیں ڈانٹا کیونکہ اس فعل پر نبی ﷺ کی مہر نہیں تھی۔سوچیں اگر بالفرض آج وہ صحابی رسول آجائیں توان مولودوں، بدعتوں اورخرافاتوں کو دیکھ کر کیا کہیں گے؟

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے منع کرنے پرانہوں نے کہا ہم نیک کام کررہے ہیں لیکن آپ کا جواب یہ تھا کہ یہ نیکی نہیں کیونکہ نیکی تو صرف وہی کام بنتا ہے جو نبی کریم ﷺ نے کیا ہو یا کرنے کا حکم دیا ہو۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

''ان لوگوں کو ڈرجانا چاہیے جو اس (رسول) کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں کہ انہیں کوئی آزمائش آپڑے یا دردناک عذاب آجائے''۔ سورہ النور (٦٣/)

مذکورہ آیت کی تفسیر میں امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کے حکم کی مخالفت کا مطلب رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے اوراس سے مراد آپکا راستہ، منہج، طریقہ اورآپ کی شریعت ہے لوگوں کے اقوال واعمال نبی ﷺ کے اقوال واعمال کے ترازو میں رکھ کرتولے جائیں گے جوموافق ہوئے وہ قبول ہوں گے اور جومخالف ہوں گے وہ ردکردیئے جائیں گے خواہ وہ کسی کے بھی ہوں۔جیسا کہ بخاری ومسلم میں آپ ﷺ کا فرمان ہے۔

''جس نے ایسا عمل کیا جس پر ہمارا امر نہیں تو وہ عمل ردکردیا جائے گا''۔

یعنی ظاہر یا باطن میں جو بھی رسول اللہ ﷺ کی شریعت کی مخالفت کرے گا اسے عذاب الٰہی سے ڈرنا چاہیے۔ تفسیرابن کثیر(٥٧٨/٤)

جیسا کہ معلوم ہے کہ جشن عید میلاد اوراس سے ملحق دوسری رسومات وخرافات وغیرہ کا خیرالقرون میں کوئی وجود نہیں تھا شریعت محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں اس کی کوئی اصل نہیں ملتی۔

نہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا میلاد منایا نہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو یہ حکم دیا کہ وہ میری تاریخ پیدائش والے دن ہر سال مدینہ میں جلوس نکالا کریں، بھنگڑے ڈالا کریں، میلاد کی محفلیں منعقد کیا کریں اور حلوے مانڈے کھا کر میرا میلاد منائیں۔

خلفائے راشدین اوردیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو لوگوں میں انبیاء کے بعد بہترین ہستیاں ہیں اس امت میں نبی کے بعد انہی پاکباز ہستیوں کا نمبر آتا ہے، وہ خیر کے کاموں میں جلدی کرنے والے

اورمنکرات سے بچنے والے تھے اگرجشن میلادمسنون یامستحب ہوتاتوواللہ،باللہ،تاللہ وہ ضرور بالضروراس میں سبقت لے جاتے اورقسم باللہ وہ سنت کواس طرح زندہ رکھتے جیسے دیگرسنن کوانہوں نے زندہ رکھا۔

جب نبی کریم ﷺ نے یہ کام نہیں کیااورنہ ہی کسی صحابی نے بلکہ تابعین، تبع تابعین یاائمہ کرام میں بھی کوئی اس جشن کومنانا نظرنہیں آتاتولامحالہ یہ کہاجائے گا کہ یہ بدعت ہے، بدعت ہے، بدعت ہے اور کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَکُلُّ ضَلَالَةٍ فِیْ النَّارِ۔

یادرکھیں بدعت بظاہرنیک کام ہی ہوتاہے یہ اس لیے مردودقرارپاتاہے کہ اس پرمہرمحمدی نہیں ہوتی وہ سکہ مدینے کی ٹکسال سے نہیں ڈھلا ہوتا۔

امام ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''دراصل مسلمانوں کے لیے سوائے اس دن کے جسے شریعت نے عید بنانے کاحکم دیاہوکسی اوردن کوعید بنانا جائزنہیں چنانچہ وہ دن یوم الفطر، یوم الاضحیٰ اورایام تشریق ہیں یہ سالانہ عیدیں ہیں جبکہ جمعہ کادن ہفتہ وارعید ہےان کےعلاوہ کسی اوردن کوعیدیاکوئی جشن کاموسم بنانابدعت ہے۔جس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔ لطائف المعارف (۲۲۸)

جشن عیدمیلادکی ابتداء

جب یہ بات واضح ہوگئی کہ جشن عیدمیلادایک ایسی بدعت ہے جس کاخیرالقرون میں کوئی وجوداورشریعت میں کوئی اصل نہیں توسوال اٹھتاہے کہ پھراس بدعت کاآغازکب ہوا؟اس کےاولین موجدکون لوگ تھے؟۔

جہاں تک ان سوالات کاتعلق ہےتوتاریخ اس بات پرشاہدہے کہ اس کے اولین موجدفاطمی امراء جورافضی العقیدہ اورکٹرشیعہ تھےان بدبختوں نے چوتھی صدی ہجری میں اس کاآغازکیا۔

علامہ تقی الدین احمد بن علی المقریزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((کَانَ لِلْخُلَفَاءِ الْفَاطَمِیِّیْنَ فِی طُوْلِ السَّنَةِ اِعْیَادوَمَوَاسِمُ وَھِیَ مَوْسِمُ رَاْسِ

السَّنَةِ وَمَوْسِمُ اَوَّلِ الْعَامِ وَيَوْ مُ عَاشُوْرَاءَ وَمَوْلِدُ النَّبِيِّ ﷺ وَمَوْلِدُ عَلِي بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَمَوْلِدُ الْحَسَنِ وَمَوْلِدُ الْحُسَيْنِ وَمَوْلِدُ فَاطِمَةَ رضی اللہ عنہم وَمَوْلِدُ خَلِيْفَةِ الْخَاضِرِ))

''فاطمی خلفاء سال کے لمبے عرصے میں عیدیں اور تہوار مناتے تھے یہ تہوار شروع سال میں عاشوراء کے دن، میلا دالنبی ﷺ، میلا دعلی، میلا دحسن وحسین اور میلا دفاطمہ رضی اللہ عنہم اور موجودہ خلیفہ کا میلا دہوتا۔''

المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والاثار(۱/۴۹۰)

علامہ ابوالعباس احمد بن علی القلقشندی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فاطمی خلیفے تیسرا جلوس بارہ ربیع الاول کو میلا دالنبی ﷺ کا نکالتے تھے اس جلوس کے بارے میں انکی عادت تھی کہ دارالفطرۃ میں بیس قنطار عمدہ شکر کا مختلف اقسام کا حلوہ تیار کیا جاتا اور اسے پیتل کے تین سو برتنوں میں بانٹ کر رکھا جاتا جب میلا دکی رات ہوتی تو مختلف ارباب رسوم جیسے قاضی القضاۃ، مبلغین ،قراء ،واعظین اور قاہرہ ومصر کی یونیورسٹیوں کے صدور اور مزاروں کے نگران وغیرہ میں بانٹ دیا جاتا۔ صبح الاعشیٰ(۳/۴۹۸)

علامہ محمد نجیت حنفی رحمہ اللہ مفتی مصر لکھتے ہیں:

سب سے پہلے قاہرہ میں فاطمی خلیفوں نے عید میلا دمنائی تھی اور ان میں سے سب سے پہلے المعز لدین اللہ ہے جو مغرب سے مصر کی طرف شوال ۳۶۱ ہجری میں متوجہ ہوا اور شعبان ۳۶۲ ہجری میں اسکندریہ کی سرحد تک پہنچ گیا اور قاہرہ میں اسی سال سات رمضان المبارک داخل ہوا تو ان لوگوں نے چھ موالد ایجاد کیے، میلا دالنبی ﷺ، میلا دعلی بن ابی طالب، میلا دفاطمہ، میلا دحسن وحسین رضی اللہ عنہم اور موجودہ خلیفہ کا میلا د۔ یہ میلا د اپنے رسم ورواج کے ساتھ جاری رہے حتی کہ افضل ابن امیر الجیوش نے آکر انہیں بند کیا۔ احسن الکلام فیما یتعلق بالسنة والبدعة من الاحکام (۴۴،۴۵)

شیخ علی محفوظ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سب سے پہلے قاہرہ میں چوتھی صدی ہجری میں فاطمی خلیفوں نے عید میلا دایجاد کی۔ انہوں نے چھ میلا دایجاد کیے میلا دالنبی ﷺ، میلا دعلی ،میلا دفاطمہ ،میلا دحسن وحسین رضی اللہ عنہم اور موجودہ خلیفہ

کا میلاد۔ یہ میلاد اپنی رسوم کے ساتھ جاری رہے حتیٰ کی افضل بن امیر الجیوش نے آ کر انہیں ختم کیا۔

الابداع فی مضار الابتداع (۲۵۱)

شیخ سلیمان بن سالم رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

بدعت میلاد کے حامی اور مخالف سب علماء کا اجماع ہے کہ آپ ﷺ نے خود اپنا میلاد منایا اور نہ ہی منانے کا حکم دیا، نہ صحابہ نے منایا، نہ تابعین نے اور نہ ہی تبع تابعین نے جو کہ لوگوں میں سے بہتر تھے اور اتباع سنت کے سب سے زیادہ حریص تھے، تین صدیاں جن کے افضل ہونے کی گواہی خود نبی ﷺ نے دی تھی اسی طرح گزر گئیں کہ مروج میلاد نہ تو کوئی مناتا تھا اور نہ ہی اس کو کوئی جانتا تھا پھر چوتھی صدی ہجری کے آخر میں جب فاطمیوں کی حکومت قائم ہوئی تو اس وقت جشن عید میلاد کا پہلی مرتبہ تاریخ اسلام میں آغاز ہوا۔ الاعیاد و اثرھا علی المسلمین (۲۸۶، ۲۸۷)

شیخ عبداللہ التویجری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وَاَوَّلُ مَنْ اَحْدَثَ هٰذِهِ الْبِدْعَةَ هُمْ بَنِیْ عُبَیْدِ الْقَدَاحِ الَّذِیْنَ یَسُمُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ بِالْفَاطِمِیِّیْنَ وَیَنْتَسِبُوْنَ اِلٰی وُلْدِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ وَهُمْ فِیْ الْحَقِیْقَةِ مِنَ الْمُؤَسِّسِیْنَ لِدَعْوَةِ الْبَاطِنِیَّةِ))

''سب سے پہلے اس بدعت کو ایجاد کرنے والے بنی عبید القداح ہیں جو اپنے آپ کو فاطمی کہلاتے تھے اور سیدنا علی بن ابی طالب کی اولاد میں ہونے کا دعویٰ کرتے تھے حالانکہ درحقیقت یہ لوگ باطنی عقیدے کی بنیاد رکھنے والے تھے۔ البدع الحولیة (۱۳۷)

علمائے کرام کی ان بحوالہ عبارتوں سے معلوم ہوا کہ میلاد النبی کے اولین مبتدعین فاطمی خلفاء ہیں اور یہ لوگ کٹر شیعہ تھے انہوں نے چوتھی صدی ہجری میں اسے ایجاد کیا تاہم پھر ایک وقت آیا جب افضل بن امیر الجیوش نے اس بدعت کو بند کر دیا تھا۔ لیکن پھر اربل و موصل میں ابوسعید مظفر الدین کوکبوری اور ایک صوفی عمر بن محمد الملا کی ملی بھگت سے ساتویں صدی ہجری میں دوبارہ اس کا آغاز ہوا۔ چنانچہ ابوشامہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

((وَكَانَ اَوَّلُ مَنْ فَعَلَ ذَالِكَ بِالْمَوْصِلِ الشَّیْخُ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَلْمُلَّا اَحَدُ الصَّالِحِیْنَ

الْمَشْهُوْرِيْنَ وَبِهِ اِقْتَدٰی فِیْ ذَالِكَ صَاحِبُ اَرْبَلَ وَغَيْرُهُ))

''موصل شہر میں سب سے پہلے عمر بن محمد الملا جو مشہور صوفیاء میں سے تھا اس نے اسے ایجاد کیا اور اربل کے بادشاہ نے بھی اس مسئلہ میں اس کی پیروی کی۔'' الباعث علیٰ انکار البدع والحوادث (۲۱)

علامہ سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((وَاَوَّلَ مَنْ اَحْدَثَ فِعْلَ ذَالِكَ الْاِحْتِفَالِ بِالْمَوْلِدِالنَّبَوِیِّ صَاحِبُ اَرْبَلَ الْمَلِكُ الْمُظَفَّرُاَبُوْسَعِيْدٍ كَوْكَبُوْرِی.....))

''اربل میں سب سے پہلے جس نے اس کام کا آغاز کیا وہ اربل کا بادشاہ مظفر الدین کوکبوری تھا۔

[الحاوی للفتاوی(۱۸۹/۱)]

شیخ محمد بن ابراہیم آل شیخ رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

((وَهٰذِهِ الْبِدعَةُ الْاِحتِفَالُ بِالْمَولِدِ اَوَّلُ مَنْ اَحْدَثَهَااَبُوسَعِيْد كَوْكَبُوْرِی فِی الْقَرْنِ السَّادِسِ الْهِجْرِی))

''یہ بدعت (اربل میں) سب سے پہلے ابوسعید کوکبوری نے چھٹی صدی ہجری میں ایجاد کی''۔

فتاوی ورسائل (۵۹/۳)

ہمارے شیخ مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ فرماتے ہیں۔

پتہ چلا کہ میلاد کے اول موجد رافضی حضرات تھے افضل بن امیر الجیوش کے بند کر دینے کے بعد اس کا دوبارہ اجراء موصل شہر میں عمر بن محمد صوفی نے کیا۔

صاحب اربل مظفر الدین کوکبوری نے اسے پروان چڑھایا جبکہ اس بدعت کے جواز پر ابوالخطاب بن دحیہ نے "التنویر فی مولد البشیر و النذیر" نام کی لال کتاب لکھ کر انہیں مواد مہیا کیا۔

مظفر الدین کوکبوری کا تعارف:

اس کا نام ابوسعید کوکبوری بن ابی الحسن بن بکتکین بن محمد اور لقب الملک مظفر الدین صاحب اربل تھا یہ بادشاہ موسیقی ناچ گانے کا بہت شوقین تھا لوگوں کے اموال غصب کر کے فقراء پر خیرات کیا کرتا تھا۔

چنانچہ سبط بن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

اس کے پاس میلاد کے لیے بڑے بڑے مولوی اور صوفی حاضر ہوتے وہ انہیں خلعت فاخرہ پہناتا اور انہیں عطیات دیتا، صوفیاء کے لیے ظہر سے عصر تک محفل سماع منعقد کرتا خود بھی ان کے ساتھ مل کر رقص کرتا تھا ہر سال میلاد پر تین لاکھ دینار خرچ کرتا تھا۔

مراۃ الزمان فی تاریخ الاعیان(٦٨١/٨)

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

میلاد کے موقع پر اس کے پاس بڑے بڑے مولوی اور صوفی آیا کرتے تھے اور وہ انہیں خلعت فاخرہ پہناتا اور انہیں عطیات دیتا، صوفیوں کے لیے ظہر سے عصر تک محفل سماع منعقد کرتا اور خود بھی ان کے ساتھ ہوتا۔ البدایہ والنہایۃ (١٧٤/١٣)

ابن خلکان نے لکھا ہے: محرم سے ربیع الاول کے اوائل تک لوگ مسلسل اس کے پاس آتے رہتے اور یہ لکڑی کے گنبد نصب کرنے کا حکم دیتا چار یا پانچ منزلوں کا ہوتا اور وہ بیس یا اس سے زیادہ گنبد بناتا ان میں سے ایک گنبد اس کا اپنا اور باقی اسرا و عیان کے ہوتے تھے۔ جب یکم صفر ہوتی تو وہ ان گنبدوں کو کئی قسم کے خوبصورت اشیاء سے مزین کرتا اور ہر گنبد میں گلوکاروں، بہروپیوں، ساز بجانے والوں کی ایک جماعت ہوتی۔ اس دوران لوگوں کے کاروبار معطل ہو جاتے اور لوگوں کو سیر و تفریح کے سوا کوئی کام نہ ہوتا۔ آگے لکھتے ہیں: مظفر الدین ہر نماز عصر کے بعد آتا اور ایک ایک گنبد پر کھڑا ہوتا انکے گانے سنتا اور انکے بہروپ اور جو کچھ وہ گنبدوں میں کرتے تھے ان سے خوش ہوتا رات کو ان کی خانقاہ میں بسیرا کرتا اور سماع کرتا صبح نماز کے بعد شکار کو چلا جاتا پھر ظہر سے پہلے قلعہ کی طرف واپس آجاتا تھا وہ میلاد کی رات تک ہر روز ایسے ہی کرتا تھا میلاد سے دو دن پہلے بے شمار اونٹ، بیل بکریاں، باہر نکالتا اور اس کے پاس ڈھول باجے گاجے ہوتے وہ ان سب کو باہر ایک میدان میں لے آتا جانوروں کو ذبح کیا جاتا دیگیں چڑھائی جاتیں اور مختلف قسم کے کھانے پکتے اور جب شب میلاد آتی تو وہ قلعہ میں نماز مغرب پڑھنے کے بعد سماع کرتا اور پھر نیچے اترتا اس کے آگے بہت سی شمعیں روشن ہوتیں آگے محفل میلاد کی کیفیت بیان کر کے لکھتے ہیں، پھر یہ رات وہیں گزارتا اور صبح تک گانے ہوتے رہتے اس طرح وہ ہر روز کرتا تھا'' [تاریخ ابن خلکان ٥١٠/٤ ـ ٥١١]

علماء کرام کی ان شہادتوں سے یہ بات واضح ہوگئی کہ صاحب اربل مظفرالدین کوکبوری موسیقی ناچنے اور گانے کا خود بھی دلدادہ تھا اور لوگون کو بھی اس پر لگانا محفل میلاد میں بھی وہ انہیں خلاف شرع امور کا حکم دیتا تھا حالانکہ یہ تمام امور شریعت مطہرہ کے خلاف ہیں۔علامہ یاقوت حموی رحمہ اللہ لکھتے ہیں ۔یہ بادشاہ بہت بڑا ظالم، رعایا پر بہت زیادہ جور وستم کرنے والا اور لوگوں کے اموال کو بلاوجہ غضب کرنے میں رغبت رکھتے والا تھا اور اس کے ساتھ فقراء پر خرچ کرنے اور غرباء پر بہت زیادہ صدقہ کرنے والا تھا۔اور اس کے بارے میں کسی شاعر کا شعر ہے۔

كَسَاعِيَةٍ لِلْخَيْرِ مِنْ كَسْبِ فَرْجِهَا لَكِ الْوَيْلُ لَا تَزَانِيْ وَلَا تَتَصَدَّقِيْ

''اس عورت کی مانند جو اپنی شرمگاہ کی کمائی کے ساتھ خیرات کرنے والی ہیں اے عورت تیرے لیے ہلاکت ہو نہ تو زنا کر اور نہ صدقہ کر'' [معجم البلدان ١٣٨/١]

ابوالخطاب بن دحیہ کا تعارف:

اس کا مکمل نام عمر بن الحسن بن دحیہا ور کنیت ابوالخطاب تھی۔یہ شخص پرلے درجے کا احمق، متکبر، اور سلف صالحین کا گستاخ تھا چنانچہ حافظ ضیاء المقدسی فرماتے ہیں۔

مجھے اس کی حالت اچھی نہیں لگی وہ ائمہ محدثین کی شان میں گستاخی کرتا تھا مجھے ابراھیم سنھوری نے اصبہان میں خبر دی کہ وہ مغرب میں آیا تو مغرب کے شیوخ نے اس پر جرح اور ضعف کا حکم لگایا۔

[سیراعلام النبلاء ٨٧/١٤]

امام ابن نجار رحمہ اللہ فرمایا:

میں نے اس کے جھوٹ اور ضعف پر اور ایسی باتوں کے سماع کرنے جو اس نے نہیں سنیں اور ایسے لوگوں سے ملاقات کا دعویٰ کرنا جس سے ملاقات نہیں ہوئی۔پر ائمہ محدثین کو مجتمع پایا ہے۔

[لسان الميزان ١٦٨/٤]

اسی طرح آگے فرماتے ہیں: یہ ظاہری مذہب سے تعلق رکھتا تھا اور ائمہ محدثین اور سلف صالحین کی شان میں گستاخی کرتا تھا، خبیث اللسان ،احمق اور بہت زیادہ متکبّر اور دینی امور میں تہی دامن اور سست تھا۔ [لسان الميزان ١٦٩/٥] -

علاّمہ سیوطی رحمہ اللہ نے لکھا ہے۔

یہ اپنی معرفت اور حفظ رکھنے کے ساتھ نقل میں اٹکل پچو سے کام لیتا تھا اور لمبے چوڑے اور بلند بانگ دعوے کرتا تھا اور روایت کی اجازت میں [حدثنا] کا لفظ استعمال کر لیتا تھا یعنی تدلیس سے کام لیتا تھا۔

[طبقات الحفاظ ص٤٩٨]

ابن نقطہ رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ وہ معرفت اور فضل والا تھا لیکن میں نے اسے ایسا نہیں دیکھا الّا کہ وہ ایسی ایسی باتوں کا دعویٰ کیا جس کی حقیقت کچھ نہ ہوتی تھی۔ [سیر ١٤/ ٨٧]

ابوالقاسم بن عبدالسلام رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ:

ابن دحیہ ہمارے پاس آ کر ٹھہرا اور دعویٰ کیا کہ میں صحیح مسلم اور جامع ترمذی کا حافظ ہوں میں نے پانچ حدیثیں ترمذی، پانچ مسند احمد سے اور پانچ موضوع احادیث لے کر جمع کیں۔ ایک حدیث ترمذی کی اس کے سامنے پیش کی تو کہنے لگا کہ یہ حدیث صحیح نہیں۔ جب دوسری حدیث پیش کی تو کہا کہ میں اسے نہیں جانتا، الغرض وہ کسی ایک حدیث کو بھی صحیح طور پر شناخت نہ کر پایا۔

[سیر ١٤/ ٨٧ لسان ٥/ ١٦٧]

سبط ابن جوزی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ:

وہ مسلمانوں کو گالیاں دینے میں ابن عنیض کی طرح تھا اور اپنے کلام میں اضافہ کرتا تھا اسی لیے لوگوں نے اس سے روایت لینا چھوڑ دیا اور اسکی تکذیب کی۔ [البایة ١٣/ ١٨٣]

علماء کرام کی مذکورہ بالا توضیحات سے معلوم ہوا کہ میلادیوں کو۔ (التنویر فی مولدالبشیر والنزیر) نام کی کتاب لکھ دینے والا کوئی ثقہ یا قابلِ اعتماد عالم نہ تھا بلکہ کذّاب، گستاخ، متکبّر اور احمق آدمی تھا۔

قارئین! یہ ہیں جشن میلاد کے موجد اور بانی جنہوں نے امت میں اس بدعت کو ایجاد کیا۔

وآخر دعانا عن الحمدلله رب العالمين

صفاء الماقین

من کدرۃ ما فی جلاء العینین فی مسئلہ الاشارۃ بین السجدتین

عبدالوحید ساجد (مدرس جامعہ ھذا)

موقر جریدہ المکرّم کے شمارہ ۳ میں ایک مضمون نظر سے گزرا جو الشیخ ابوعبدالرحمٰن محمد رفیق طاہر حفظہ اللہ نے اشارہ بین السجدتین کے مسئلہ میں لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ انکے علم وعمل اور تحقیق میں برکت عطاء فرمائے (آمین)

((ان اريد الا الاصلاح))ور ((الدين النصيحه))کے تحت اصلاح طلب بات کی وضاحت ضروری سمجھی۔

رفع مظنة التدليس کے ذیل میں لکھا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ثوری نے یہ حدیث عاصم بن کلیب سے سنی ہے اور سماع کی تصریح مسند احمد ہی میں موجود ہے۔ حدیث درج کرنے کے بعد لکھا ہے۔ اس سند میں ثوری نے حدثنا کہہ کر سماع کی وضاحت کردی ہے لہذا مظنہ تدلیس زائل ہوا۔

(ص/16'17)

تدلیس کو اس طرح زائل کرنا اصول حدیث سے مطابقت نہیں رکھتا اور نہ ہی اس سے تدلیس رفع ہوتی ہے۔

تفہیم کے لیے پہلے تدلیس:۔ مدلس کی روایت کا حکم اور محل نزاع کی وضاحت ضروری ہے۔

تدلیس:۔ ڈاکٹر طحان نے لکھا ہے کہ:

((اَنْ يَّرْوِيَ الرَّاوِيْ عَمَّنْ قَدْ سَمِعَ مِنْهُ مَا لَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّذْكُرَ اَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْهُ))

''راوی اپنے ایسے شیخ سے جس سے اس نے سماع کیا ہے ایسی روایت کرے جس کو اس نے اس سے سنا نہیں یہ ذکر کیے بغیر کہ اس نے اس سے سنا ہے''

مدلس کی روایت کا حکم:۔ ((اِنْ صَرَّحَ بِالسَّمَاعِ قُبِلَتْ رَوَایَتُہٗ وَاِنْ لَمْ یُصَرِّحْ لَمْ تُقْبَلْ رَوَایَتُہٗ)) کہ اگر اس نے سماع کی تصریح کر دی تو اس کی (وہ) روایت مقبول ہے اگر تصریح نہیں کی تو اس کی (وہ) روایت غیر مقبول ہے۔

محل نزاع صاحب مضمون کی درج کردہ روایت چند جملوں پر مشتمل ہے جس سے نماز کے متعلقہ کئی مسائل ثابت ہوتے ہیں۔اس میں ایک جملہ جس کا مفہوم وہ خود لکھتے ہیں۔

دو سجدوں کے درمیان دائیں ہاتھ کی شہادت والی انگلی سے اشارہ کرنا سنت سے ثابت ہے یا پھر نہیں ؟ کی تردید کرنے کے بعد آخر میں لکھتے ہیں۔

اشارہ بین السجدتیں، ھدی رسول اللہ ﷺ ہے تو محل نزاع اشارہ بین السجدتین ہے جس کی تدلیس کا خاتمہ مقصود ہے۔

تدلیس ختم کرنے کے لیے جو روایت لکھی گئی ہے وہ یہ ہے کہ:

((عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا سَجَدَ جَعَلَ یَدَیْہِ حِذَاءَ اُذُنَیْہِ))

اس سے اشارہ بین السجدتین والے مسئلہ (جملہ) کی تدلیس رفع نہیں ہوتی۔

وہ اس لیے کہ بعض علماء انہیں دو الگ روایتیں قرار دیتے ہیں۔

ان کی رائے میں اشارہ بین السجدتین والی روایت میں سماع کی تصریح نہیں۔۔

اور سماع کی تصریح والی روایت میں اشارہ کا ذکر نہیں۔لہذا ایک میں سماع کی تصریح کی وجہ سے دوسری کو بھی سماع پر محمول قرار دینا درست نہیں۔

اگر ان کو ایک ہی روایت مان لیا جائے جیسا کہ صاحب مضمون کی رائے ہے پھر بھی تدلیس رفع نہیں ہوتی۔

وہ اس لیے کہ بسا اوقات محدثین ایک حدیث کا مکمل متن سماع نہیں کر پاتے۔

صحیح بخاری (باب نمبر ۱۸/ حدیث نمبر ۳۷۷) میں ہے۔

((حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ نَا سُفْیَانُ قَالَ نَا حَازِمٌ قَالَ سَأَلُوْا سَھْلَ بْنَ سَعْدٍ مِنْ اَیِّ شَیْئٍ الْمِنْبَرُ .....قَالَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ عَلِیُّ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ سَأَلَنِیْ اَحْمَدُ

بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ هَذَا الْحَدِيْثِ قَالَ وَاِنَّمَا اَرَدْتُّ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ اَعْلٰى مِنَ النَّاسِ فَلَا بَأْسَ اَنْ يَكُوْنَ الْاِمَامُ اَعْلٰى مِنَ النَّاسِ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ فَقُلْتُ اِنَّ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ كَانَ يُسْأَلُ عَنْ هَذَا كَثِيْرًا فَلَمْ تَسْمَعْهُ مِنْهُ ؟قَالَ لَا))

امام احمد نے ابن مدینی سے سوال کیا جواب کے بعد ابن مدینی نے احمد سے کہا کہ سفیان بن عینیہ تو اس بارے بکثرت پوچھے جاتے تھے آپ نے ان سے یہ حدیث نہیں سنی؟

امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا نہیں۔

غور طلب یہ امر ہے کہ جس حدیث کے سماع کا انکار امام احمد نے کیا ہے بعینہ اس سند کے ساتھ مسند احمد میں اس حدیث کو ان الفاظ میں درج کیا ہے۔

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ مِنْ اَثْلِ الْغَابَةِ يَعْنِیْ مِنْبَرَ النَّبِیِّ ﷺ

مسند احمد جلد نمبر ۵/ص ۳۳۰۔حدیث نمبر(۲۷۳۵)

چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

قَوْلُهٗ :۔((فَلَمْ تَسْمَعْهُ مِنْه ؟قَالَ لَا ۔صَرِيْح فِیْ ان احْمَدَ بْن حَنبل لَمْ يَسْمَع هٰذا الْحَدِيْثَ مِن ابْنِ عُيَيْنَةَ وَقَدْ رَاجَعْتُ مسندَهُ فَوَجَدتُّه قَد اَخْرَجَ فِيْه عَن ابْنِ عُيَيْنَةَ بِهٰذا الْاِسْنَادِ مِنْ هٰذا الْحَدِيْثِ قول سَهْل كَانَ الْمنبر من اَثْلِ الْغَابةِ فَقَطْ فَتَبَيَّنَ اَن الْمَنفِی فِی قَولِه :فَلَمْ تَسْمَعْهُ مِنْه ؟قَالَ لَا :جَمِيْعَ الْحَدِيْث لَا بَعْضَهٗ))

فتح الباری (جلد نمبر ۱/ص ٦٣١)

اگر ((كان من اثل الغابةیعنی منبر النبی ﷺ))کو مکمل حدیث مانا جائے جیسا کہ صاحب مضمون نے سمجھا تو پھر امام احمد کے انکار سماع کا کیا معنی؟ حدیث بھول گئے تھے یا انکار غلط تھا۔؟

اس سے واضح ہوا کہ حدیث کے ایک جملے کے سماع سے ساری حدیث کا سماع ثابت نہیں ہوتا۔

ایسے ہی سفیان کے ((اِذَا سَجَدَ جَعَلَ يَدَيْهِ حِذَاءَ اُذُنَيْهِ))کے سماع سے اشارہ بین السجدتین والی مکمل حدیث کا سماع ثابت نہیں ہوا۔لہذا مظنہ تدلیس زائل ہوا: ظاہر ہی نہیں تو اظہر کیسے؟ بلکہ ((اَظْلَمُ مِنَ اللَّيْلِ))ہے اور حدیث نا قابل احتجاج ہے۔

رب البیت

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمہ اللہ کی ایک نایاب تحریر

انتخاب:۔حافظ بلال ناگی (گوجرانوالہ)

(۱)

دن کا وقت ہے اور ایک بوڑھا جس کی کمر جھک چکی ہے اور آنکھوں کی بینائی زائل ہو چکی، بیت اللہ کے ایک کونے میں بیٹھا اونچی آواز سے رو رہا ہے۔ پاس ہی ایک نوجوان عبادت میں مشغول ہے۔ جب بوڑھے کی ہچکیاں زیادہ تیز ہو گئیں تو نوجوان عبادت میں مشغول نہ رہ سکا اور بوڑھے کے پاس آ کر بڑی محبت سے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پوچھنے لگا۔

بابا: کیا بات ہے تم کیوں رو رہے ہو؟

بوڑھا کوئی جواب نہیں دیتا اور مسلسل روئے جاتا ہے۔

نوجوان: بابا مجھے بتاؤ کہ تمہارے رونے کا کیا سبب ہے؟

بوڑھا: (نوجوان کے ہاتھ کو کندھے سے ہٹاتے ہوئے) جاؤ جوان، مجھے میری حالت پہ چھوڑ دو۔

نوجوان: ایسی حیرانگی کے ساتھ جس میں غصہ بھی آمیز ہے اپنے کندھے جھٹکتا ہے اور بوڑھے کے الفاظ دہراتا ہے، مجھے میری حالت پہ چھوڑ دو؟

بوڑھا: (نوجوان کے غصہ کو محسوس کرتے ہوئے) کیا مجھے یہ حق حاصل نہیں کہ میں اپنے رونے کے بھید کو صرف اپنے تک محفوظ رکھوں۔

نوجوان: (پشیمان ہو کر) بابا میرا مطلب تمہیں پریشان کرنا نہیں تھا بلکہ.....

بوڑھا: (نوجوان کی بات کاٹتے ہوئے) نہیں نہیں بیٹا (اور زیادہ روتا ہے)

نوجوان: بابا، خدا کے لئے بتاؤ تم کیوں رو رہے ہو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے رونے سے میرا دل ٹکرے ٹکرے ہو جاتا ہے۔ بابا اگر تم رونے کا سبب نہیں بتلانا چاہتے تو نہ بتلاؤ لیکن خدارا اپنے آنسو ہی پونچھ لو۔

بوڑھا: (لجاجت وملائمت سے) نہ، نہ بیٹا مجھے رونے سے نہ روکو، رب کعبہ کی قسم میری آنکھیں آنسوؤں کے دریا کیوں نہ بہا دیں، میرے گناہوں کو نہیں دھوسکتیں اور نہ ہی یہ آنسو میرے جرموں کا کفارہ بن سکتے ہیں..... ہاں ہاں میں اس وقت تک روتا رہوں گا جب تک..... جب تک کہ.....

نوجوان: (جلدی سے) جب تک کہ.....

بوڑھا: ہاں۔ ہاں۔ تم باتوں باتوں میں مجھ سے میرے رونے کا راز معلوم کرنا چاہتے ہو۔

نوجوان: (اکتاہٹ سے) اور آخر اس میں حرج کیا ہے؟ شاید بابا میں تمہاری مدد کرسکوں۔

بوڑھا: مجھے امید نہیں کہ تم میری مدد کرسکو..... میرے بیٹے تم ابھی.....

نوجوان: (درشتگی کے ساتھ بوڑھے کے کندھے کو ہلاتا ہے) کیا تم نے مجھے فقرائے عرب میں سے سمجھ رکھا ہے۔ میں عرب کے رؤساء وشرفاء میں سے ہوں۔

بوڑھا: (نوجوان کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے اور اس کے بازو ٹٹولتا ہے) نوجوان تمہارے بازو، تمہارا لباس..... اور میرے رونے کے متعلق تمہارا شدید استفسار..... اور میرے ساتھ تمہارا یہ اہتمام اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ تم سرداران عرب میں سے ہو..... لیکن شاید میرا قصہ تمہیں برا لگے۔

نوجوان: تم میرے شوق کو اور زیادہ بڑھکا رہے ہو۔

بوڑھا: (ایک لمبی سانس لیتا ہے) خیر جو کچھ بھی ہو..... بیٹا میرے اور قریب ہو جاؤ۔ میں اس شہر میں دو مرتبہ آچکا ہوں۔

نوجوان: یعنی مکہ میں۔

بوڑھا: ہاں! اور دونوں مرتبہ میں قریش کو قتل کرنے، بیت اللہ کو ڈھانے اور اس کے بتوں کو توڑنے کی تدبیریں کرتا رہا..... اور.....

نوجوان: (قطع کلام کرتے ہوئے) تم یہاں اس لئے آتے رہے کہ قریش کو قتل کردو۔ بیت اللہ کو ڈھا دو اور اس کے بتوں کو توڑ ڈالو۔ (غضب ناک ہو کر اپنی تلوار نکال لیتا ہے) رب کعبہ کی قسم میں اپنی تلوار سے تمہارا سر قلم کردوں گا.....

بوڑھا: (عتاب آمیز لہجے میں) بیٹا میں نے نہیں کہا تھا کہ تم اس کے اہل نہیں ہو کہ تمہیں اپنے رونے کا بھید بتایا جائے؟ اور میں نے تمہیں پہلے ہی خبر دی تھی کہ شاید میرا قصہ تمہیں برا محسوس ہو۔ آہ! اب تم تلوار نکال کر مجھے قتل کی دھمکی دے رہے ہو۔ (اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا دیتا ہے) مجھے آسمان کے رب کی قسم اگر مجھے اس لئے جینے کی خواہش نہ ہوتی کہ میں اپنی آنکھوں سے اس نور کو دیکھوں جس پر میں بن دیکھے ایمان لایا ہوں .....تو موت میرے لئے اس اندھی حیات سے بہت اچھی ہوتی..... بڑے زور سے روتا ہے۔

نوجوان: (ندامت سے سر جھکا لیتا ہے اور تلوار کو میان میں ڈال لیتا ہے) میرے بابا مجھے معاف کر دو۔ مجھے کوئی حق نہیں کہ میں ایک اجنبی پردیسی کو موت کی دھمکی دوں اور وہ بھی کعبۃ اللہ کے صحن میں..... یہ صرف جوانی کا جوش تھا..... (رو پڑتا ہے)

بوڑھا: (ملائمت سے اس کے کندھے پر ہاتھ پھیرتا ہے) کوئی بات نہیں میرے بیٹے..... (اپنے آپ کو مخاطب کرتا ہے) جوانی کا جوش..... جوانی کا جوش..... یہی تو میرے قصے کا راز ہے۔

نوجوان: بابا! تمہیں رب کعبہ کی قسم جلدی سے واقعہ سناڈالو میں اسے سننے کے لئے انتہائی بے چین ہوں۔

بوڑھا: قبل اس کہ کے میں تمہیں واقعہ سناؤں، مناسب سمجھتا ہوں کہ تمہیں اپنا نام بتلا دوں۔ میرا نام ہے امیہ بن سام اور جوانی میں، میں انتہائی حسین و رعنا تھا۔ میرے نزدیک زندگی صرف عیش و نشاط کا دوسرا نام تھا اور اس عیش و نشاط میں میرا ہمدم و ہمراز تھا میرے چچا کا بیٹا کلیل..... ہاں وہی کلیل جو یمن کے بادشاہ تبع کا بیٹا تھا۔

نوجوان: جلدی سے..... ہاں..... ہاں.....

امیہ: پورے یمن میں ہمارے معاشقے اور لہو و لعب کی دھوم مچی ہوئی تھی خصوصاً یمن کے دارالحکومت صنعا میں تو گھر گھر ہماری بدہواسی و بے راہ روی کے چرچے عام تھے۔ ہماری حد سے بڑھی ہوئی بے باکیاں دیکھ کر عوام میں بہت اضطراب پھیل گیا اور قریب تھا کہ بغاوت ہو جائے..... کہ اچانک ہمیں بادشاہ نے طلب کیا اور باز پرس کی..... تب بھی ہم کسی بات کو خاطر میں نہ لائے..... اور آخر کار ہم ملک

بدر کر دیئے گئے۔

نوجوان: (جلدی سے قطع کلام کرتے ہوئے).....پھر کیا ہوا امیر امیہ؟

امیہ: ہم صنعاء سے ایسی حالت میں نکلے کہ ہمارے آگے آگے مال و دولت سے لدھے ہوئے اونٹ تھے اور حسن و جمال سے بہرہ ور لونڈیاں ہمارے ساتھ تھیں اور منزل کا ہمیں کوئی پتہ نہ تھا۔ پھرتے پھراتے ہم اس شہر میں آ پہنچے۔

نوجوان: کونسے شہر میں؟

امیہ: یہیں (مکہ میں.....) اور جس وقت ہم پہنچے شام کا وقت تھا اور سخت گرمی کا موسم۔ ہم نے سوچا شہر سے باہر ہی خیمے نصب کرنا چاہئے۔ رات ہوئی تو بساط عیش بچھ چکی تھی، شمعیں روشن کر دی گئیں اور لونڈیاں ٹولیوں میں تقسیم ہو گئیں کچھ گا رہی تھیں تو کچھ محو رقص تھیں، دن بیتتے گئے، راتیں آتی رہیں اور محفلیں جمتی رہیں، حتیٰ کہ پورا مکہ امنڈتا چلا آیا اور ہم دادِ عیش دیتے رہے۔

نوجوان: (ہنستے ہوئے) استغفر اللہ! اور تمہیں حدودِ حرم کا بھی کوئی پاس نہ رہا؟

امیہ: سچ کہتے ہو میرے بیٹے، لیکن جنونِ شباب اس حد پر پہنچ گیا تھا کہ ہمیں کسی چیز کا ہوش نہ رہا حتیٰ کہ قریش کو اندیشہ پیدا ہو گیا کہ کہیں یہ فتنہ ان کے گھروں کی چار دیواریوں میں نہ پہنچ جائے۔ کچھ اور دن بیت گئے حتیٰ کہ وہ ملعون رات آ پہنچی، بوڑھے نے ایک لمبا سانس لیا اور خاموش ہو گیا۔

نوجوان: اے امیہ! ملعون رات سے کیا مراد!

امیہ: وہ رات جب کہ جام پر جام چڑھائے جا رہے تھے کہ اچانک ایک قریشی آیا اور کہنے لگا کہ ہمارا ایک سردار آپ سے ملنا چاہتا ہے.....کلیل نے اجازت دے دی اور ہم نے دیکھا کہ ایک باوقار اور بارعب آدمی اندر داخل ہو رہا ہے۔ قریشی سردار کلیل کے پاس بیٹھ گیا اور اسے نصیحت کرنے لگا کہ وہ یہاں سے کوچ کر جائے، کیونکہ قریش میں ہماری وجہ سے بہت اضطراب پھیل گیا ہے۔ کلیل کا چہرہ جو کہ پہلے ہی شراب کی زیادتی کی وجہ سے سرخ ہو رہا تھا اور زیادہ سرخ ہو گیا۔ اس نے پاس پڑی ہوئی تلوار کو اٹھانا چاہا۔ میں نے اس کے ارادے کو بھانپتے ہی اس کا بازو پکڑ لیا تو اس نے غصہ میں آ کر شراب کا بھرا ہوا جام سردار کے منہ پر دے مارا۔ بوڑھے سردار کے منہ سے چیخ نکلی اور خیمے کے باہر

کھڑے قریشی تلواریں سونت کر اندر داخل ہو گئے۔کلیل مارا گیا اور میں بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔میں یہاں سے بھاگ کر سیدھا یمن پہنچا اور بادشاہ تبع کو پورے واقعہ کی خبر دی'اس نے قسم اٹھائی کہ میں قریش سے اپنے بیٹے کا انتقام لوں گا۔پھر بہت دن گزر گئے۔حتیٰ کہ ابرہہ یمن کا بادشاہ مکہ پر چڑھائی کے لئے آیا۔

(۲)

دن کا وقت ہے۔

اور ابرہہ ایک خیمے کے وسط میں بیٹھا ہے۔اس کے پاس ہی امیہ فروکش ہے'ارد گرد دوسرے سردار اور وزراء بیٹھے ہیں..... بادشاہ کا دربان حناطہ اندر داخل ہوتا ہے۔

حناطہ: میرے آقا! میں قریش کے ایک وفد کے لئے ملاقات کی اجازت لینے آیا ہوں۔

ابرہہ: قریش کا وفد.....ان میں کون کون لوگ ہیں حناطہ؟

حناطہ: مالک! ان میں سے صرف ایک بوڑھے کو جانتا ہوں جو بڑی بارعب شخصیت کا مالک ہے۔

ابرہہ: کیا نام ہے اس کا؟

حناطہ: عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف

ابرہہ: اس کی قوم میں اس کا کیا مقام ہے؟

حناطہ: اس کی قوم اس کا اسی طرح احترام کرتی ہے جس طرح بادشاہوں کا احترام کیا جاتا ہے۔جب وہ بات کرتا ہے تو لوگ خاموش رہتے ہیں اور جب وہ حکم دیتا ہے تو وہ اس کی اطاعت کرتے ہیں .....اور جب وہ انہیں کسی بات سے روکتا ہے تو وہ رک جاتے ہیں اور جب ان کے درمیان جھگڑا پیدا ہو جائے تو وہ اس سے فیصلہ طلب کرتے ہیں۔

ابرہہ: تو انہیں پیش کرو۔

حناطہ جاتا ہے اور چند لمحوں بعد واپس آتا ہے'اس کے پیچھے عبدالمطلب ہیں اور ان کے ساتھ وفد کے دوسرے لوگ۔عبدالمطلب بڑی عظمت کے ساتھ ابرہہ کی طرف بڑھتے ہیں۔

ابرہہ: (کھڑے ہو کر مصافحہ کرتے ہوئے) ہم اپنے خیمے میں قریش کے سردار کو خوش آمدید کہتے ہیں

ابرہہ بیٹھ جاتا ہے اور پاس ہی عبدالمطلب کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے وفد کے دوسرے اراکین کو خوش آمدید کہتا ہے اور بیٹھنے کا اشارہ کرتا ہے.....تھوڑی دیر خاموشی رہتی ہے پھر ابرہہ خود ہی بات چھیڑتا ہے۔

ابرہہ: عبدالمطلب! مجھے تم سے کچھ کہنا ہے۔

عبدالمطلب: میں ہمہ تن گوش ہوں۔

ابرہہ: میں تمہارے شہر کو لوٹنے یا فتح کرنے کے لئے نہیں آیا۔

عبدالمطلب: اگر تم زیارت کے لئے آئے ہو تو میں تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں۔

ابرہہ: نہیں، سید عبدالمطلب یہ بات بھی نہیں۔

عبدالمطلب: (حیرانگی کے ساتھ) پھر اور کس لئے آئے ہو؟

ابرہہ: اس لئے کے کعبۃ الحرام کو ڈھادوں۔

عبدالمطلب: (دہشت زدہ ہوکر) بیت الحرام کو ڈھانے کے لئے۔ بادشاہ! یہ کیوں؟

ابرہہ: اس لئے کے آئندہ لوگ حج کرنے کے لئے صنعاء میں آیا کریں، جہاں میں نے ایک انتہائی خوبصورت اور قیمتی کعبہ بنایا ہے اور جس کو میں نے اعلیٰ ترین غلافوں سے ڈھانپا ہے جنہیں دیکھ کر آدمی حیران رہ جاتا ہے.....اور اے سردار! میں تمہیں نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ تم اپنی قوم کو حکم دو کہ وہ میرے اور بیت الحرام کے درمیان سے ہٹ جائیں.....وگرنہ.....

عبدالمطلب: وگرنہ کیا.....؟

ابرہہ: (دھمکی آمیز لہجہ میں) وگرنہ میں انہیں بتلادوں گا کہ اس کا نتیجہ کیا ہوسکتا ہے۔

عبدالمطلب: بادشاہ! تو جنگ چاہتا ہے جنگ؟ میری قوم دھمکیوں اور جنگ سے مرعوب نہیں ہوتی لیکن وہ چاہتے ہیں کہ تم اپنے ملک کو لوٹ جاؤ اور جنگ و جدال کی نوبت نہ آئے۔ باقی رہا کعبہ کا معاملہ تو اسے ہمارے لئے چھوڑ دو تا کہ ہم اس میں عبادت کرتے رہیں۔

ابرہہ: میں تمہیں عبادت کے لئے اس گھر کے عوض وہ گھر دینے کو تیار ہوں جسے میں نے صنعاء میں تعمیر کیا ہے۔

عبدالمطلب: لیکن یہ گھر تو اسماعیل علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کا بنایا ہوا گھر ہے۔

ابرہہ: (خشونت سے) میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ میں اس گھر کو توڑے بغیر واپس نہیں ہوں گا اور میں اپنی قسم نبھا کر رہوں گا اور وہ جو میرے راستہ میں حائل ہوگا اسے موت کے علاوہ اور کچھ حاصل نہیں ہو گا۔

عبدالمطلب: (استہزاء کے ساتھ) مجھے پتہ چلا ہے کہ تمہارے خادموں نے میرے ایک سو اونٹ پکڑ لئے ہیں جو کہ مکہ کی وادیوں میں چر رہے تھے.....

بادشاہ! کیا تم وہ اونٹ مجھے واپس نہ دلا دو گے؟

ابرہہ: (حقارت کے ساتھ) سردار! ابھی ہم بیت الحرام کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے اور ابھی وہ بات پوری بھی نہیں ہوئی تھی کہ تم اپنے اونٹوں کا مطالبہ کرنے لگے ہو.....جس وقت میں نے تمہیں دیکھا تو سمجھا تھا کہ تم عالی مرتبہ انسان ہو گے، لیکن اب تم نے اپنے آپ کو میری نظروں سے گرا دیا ہے۔

عبدالمطلب: (اسی انداز میں) تمہاری نظروں سے گرا دیا ہے؟

ابرہہ: ہاں! کیونکہ میرا خیال تھا کہ تمہاری بات صرف اسی بیت الحرام کے گرد گھومے گی، وہ بیت الحرام جو تمہارے آباء واجداد کی میراث ہے لیکن تم اچانک اس سے رخ موڑ کر دنیا کے ایک حقیر مال کی طرف متوجہ ہو گئے اور مجھ سے مطالبہ کر رہے ہو کہ میں تمہیں تمہارے اونٹ واپس کر دوں جو میرے خادموں نے پکڑ لئے ہیں۔

عبدالمطلب: اونٹ چونکہ میرے ہیں میں ان کا مالک ہوں اس لئے مجھے حق ہے کہ میں ان کا مطالبہ کروں، رہا کعبہ تو اس کے متعلق خود اس کا مالک تم سے پوچھ لے گا۔

ابرہہ: لیکن اس کا مالک مجھے اسکے ڈھانے سے نہیں روک سکے گا!

عبدالمطلب: (کندھے جھٹکتے ہوئے) یہ وہ جانے یا تم جانو!

ابرہہ: (غضبناک ہو کر) اس بوڑھے کے اونٹ اس کے حوالے کر دو.....اور تم (اپنے سرداروں کی طرف متوجہ ہوتا ہے) لشکر کو حملہ کا حکم دو۔

عبدالمطلب: اپنے اونٹ لے کر اپنی قوم کی طرف چلے جاتے ہیں۔ وہاں جا کر تمام مکہ کے سرداروں کو جمع کر کے مختصر سی تقریر کرتے ہیں اور انہیں بتلاتے ہیں کہ ابرہہ اتنا بڑا لشکر لے کر کیوں آیا ہے۔ پھر سب کو حکم دیتے ہیں کہ وہ اپنے اپنے قبیلے کو لے کر مکہ کے باہر گھاٹیوں میں چلے جائیں تا کہ کسی کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔

بہت سی آوازیں بلند ہوتی ہیں۔ بیت..... بیت الحرام! عبدالمطلب؟

عبدالمطلب: (آسمان کی طرف رخ کرتے ہوئے) وہ، وہ اس کا مالک.....اس کی حفاظت کرے گا۔

اور پھر سب مل کر الوداعی طواف کے لئے بیت اللہ کا رخ کرتے ہیں اور خدا سے دعا مانگتے ہیں کہ وہ اپنے کعبہ کو اس ظالم و سرکش سے محفوظ رکھے وہاں سے فارغ ہو کر سب منتشر ہو جاتے ہیں چند نوجوان دور ایک ٹیلے پر کھڑے ہو کر ابرہہ کے لشکر کی طرف دیکھ رہے ہیں ایک پکارتا ہے آواز وہ دیکھو ادھر، ابرہہ کا لشکر مکہ کی فصیل کے پاس پہنچ گیا ہے۔

زید: عکرمہ! وہ دیکھو لشکر کے آگے ایک بہت بڑا ہاتھی جھومتا ہوا آ رہا ہے۔

مسلمہ: یہ ہاتھی کو کیا ہو گیا ہے کہ ایک قدم آگے بڑھاتا ہے تو دوسرا پیچھے۔

عکرمہ: واقعی عجیب بات ہے۔ وہ دیکھو ہاتھی بیٹھ رہا ہے۔ ارے یہ تو اٹھ ہی نہیں رہا۔ دیکھو بے چارے بے زبان کو کس طرح پیٹ رہے ہیں۔

زید: وہ دیکھو اٹھ تو گیا ہے، لیکن اب اس کا رخ یمن کی طرف ہے مکہ کی طرف نہیں۔

مسلمہ عجیب بات ہے رخ یمن کی طرف موڑتے ہیں تو انتہائی تیزی سے گھومتا ہے لیکن جب اس کا رخ مکہ کی طرف موڑتے ہیں تو چلنے سے بھی انکار کر دیتا ہے۔

ادھر سے عبدالمطلب بھی آ جاتے ہیں اور وہ بھی باتوں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

عبدالمطلب: ارے یہ ہاتھی بار بار کیوں بیٹھ رہا ہے.....اور یہ اندھیرا کیسا چھا رہا ہے..... یہ اتنے گھنے بادل کہاں سے اٹھے؟.....سب آسمان کی طرف دیکھتے ہیں اور بیک آواز چلا اٹھتے ہیں یہ بادل نہیں یہ تو پرندوں کے جھنڈ ہیں۔

عبدالمطلب: یا خدا یہ کیسے پرندے ہیں.....ایسے عجیب پرندے تو میں نے آج تک نہیں دیکھے اور یہ کیا

؟ان کی چونچوں میں ننھے ننھے سنگریزے ہیں۔

اچانک یہ پرندے ابرہہ کے لشکر پر جا کر اپنی چونچیں کھول دیتے ہیں اور سنگریزے اس طرح گرتے ہیں جس طرح موسلا دھار بارش میں پانی کے قطرے۔ چیخ و پکار کی آواز سنائی دیتی ہے اور ابرھہ کی آواز بھی۔ بھاگو، بھاگو!

عبدالمطلب اسی جگہ سجدہ ریز ہو جاتے ہیں، جب سر اٹھاتے ہیں تو آنکھیں آنسوؤں سے تر ہیں شور وغل سن کر سارے مکہ کے باشندے جمع ہو جاتے ہیں اور سوالیہ انداز میں اس طرف دیکھتے ہیں جس طرف سے غبار اڑ رہا ہوتا ہے۔ اور جب غبار چھٹتا ہے تو وہاں چند لاشیں پڑی نظر آتی ہیں جن کی صورتیں مسخ ہو چکی ہیں۔ عبدالمطلب اپنے آنسو پونچھتے ہیں اور مسکراتے ہوئے کہتے ہیں:

میں نے نہ کہا تھا کہ اس گھر کا مالک اس کی حفاظت کرے گا.....

اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر اپنے کلامِ پاک میں کیا۔

کیا تم نے نہ دیکھا خدا نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا ان کی تدبیروں کو باطل نہیں کر دیا، اور کیا ان پر پرندوں کے جھنڈ نہیں بھیجے جو ان پر کنکریاں برساتے تھے اور پھر ان کو روندے ہوئے چارے کی مانند کر دیا۔

خوشخبری

[جھوٹے دعویدار نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کے سگے پڑپوتے مرزا احمد بلال (موجودہ نام عبدالرحمٰن جو حال ہی میں دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں) کا بیان ہے کہ میں ربوہ میں قائم قادیانی خلافت لائبریری کا ناظم مقرر ہوا ان دنوں مجھے علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمہ اللہ کی دو کتب ''القادیانیت'' اور ''مرزائیت اور اسلام'' پڑھنے کا موقعہ ملا۔ یہی دو کتب میرے اسلام لانے کا سبب بن گئیں۔ الحمد لله على ذالك ۔]

جدائی کے آنسو

محمد عظیم حاصلپوری(مدرس جامعہ ھذا)

اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا... کے کلمات کے بعد اذان بند ہوجاتی ہے باسیانِ مدینہ مسجد میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ مؤذن اذان کی جگہ سے اتر کر مرغ بسمل کی طرح بیٹھا ہے اور آنکھوں سے سیل اشک رواں ہیں رخسار آنسوؤں سے تر ہو چکے ہیں شدید آہ و بکا سے آواز بند ہوگئی ہے کیونکہ آج اس نے یہ کلمات محبوب کی روح قفس عنصری سے پرواز کرنے کے بعد پہلی بار اپنی زبان سے ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔محبوب کا نام ''محمد'' کہنے کے بعد بیتے ہوئے لمحات آنکھوں کے سامنے گھومنے لگے زندگی کے میٹھے اور کڑوے حالات سامنے آگئے۔دنیا اپنی تمام تر رنگینیوں اور رعنائیوں کے باوجود ہیچ ہوجاتی ہے اور محبوب کی جدائی میں یوں زار و قطار روتے ہیں جیسے ماں کے بچھڑنے پر ایک معصوم بچہ آہ وزاری کرتا ہے۔کہا بلال رضی اللہ عنہ اذان کیوں نہیں دیتے؟ کہا' میں نہیں دے سکتا ،پوچھا کیوں، کہا:((لاأؤذن لاحد بعد رسول الله ﷺ))''رسول اللہ ﷺ کے رحلت فرمانے کے بعد میں اب کسی کیلئے اذان نہیں دے سکتا''وقت گزرتا گیا۔زندگی کے ایام اپنا سفر بلا انقطاع طے کرتے گئے۔حتی کہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مجاہدین کے ساتھ شام پہنچے۔اللہ نے فلسطین کی مقدس سرزمین پر فتح و کامرانی عنایت فرمائی۔ایک دن امیر المومنین بھی شان و شوکت کے ساتھ فلسطین کی سرحد پر جا پہنچے۔مسجد اقصیٰ کے سائے میں بیٹھے تھے کہ ظہر کا وقت آ گیا۔امیر المؤمنین کی نظر مؤذن رسول رضی اللہ عنہ پر پڑی اذان کہنے کی فرمائش کردی۔مسلسل انکار اور مسلسل اصرار پر مؤذنِ رسول ﷺ نے اذان کہنی شروع کردی۔برسوں بعد آج اذانِ بلالی سنی تو عہد رسالت اور مدینہ کا منظر نظروں کے سامنے گھومنے لگا۔مسجد اقصیٰ کے در و دیوار لرز اٹھے۔امیر المؤمنین معلم و محبوب کی یاد میں گم ہو گے۔آنکھوں سے آنسوؤں کی نہ تھمنے والی بارش برسنے لگی کیونکہ آج بلال رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی یاد دلا دی تھی۔ المسك والعنبر فی خطب المنبر۔از د.عائض القرنی

رہ گیا فلسفہ و تلقین غزالی نہ رہی رہ گئی رسم اذاں روح بلالی نہ رہی

)

رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں۔آپ ﷺ کے محبّ صادق سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خطبے کے اشاروں اور کنایوں سے اندازہ کرتے ہیں کی جناب حبیب کریم ﷺ کی رحلت کا وقت قریب آ پہنچا ہے۔ان کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو رواں ہو جاتے ہیں۔امام بخاری رحمہ اللہ اور امام دارمی نے اس قصے کی تفصیل سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ان الفاظ سے روایت کی ہے۔

کہ رسول کریم ﷺ اپنے مرض وفات میں ایک دن اپنے حجرہ سے نکل کر مسجد نبوی میں تشریف لائے جہاں ہم پہلے سے بیٹھے ہوئے تھے،اس وقت آپ ﷺ نے اپنے سر کو کپڑا باندھ رکھا تھا جیسا کہ درد سر کا مریض اپنے سر کو باندھے رکھتا ہے پھر آپ ﷺ منبر کی طرف چلے اور اس پر کھڑے ہوئے، آپ ﷺ کے ساتھ ہم بھی آگے بڑھ کر آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گئے اس وقت آپ ﷺ نے حمد وثنا کے بعد فرمایا: قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں اس وقت اپنی جگہ یعنی اس منبر پر کھڑا ہوا حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں "پھر فرمایا "ایک بندہ ہے جس کے سامنے فانی دنیا اور دنیا کی فانی بہاریں پیش کی گئیں لیکن اس نے مٹ جانے والی دنیا پر آخرت کی کبھی نہ مٹنے والی نعمتوں کو ترجیح دے دی ہے۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس ارشاد گرامی کی رمز سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کوئی نہ سمجھ سکا، زبان رسالت سے یہ الفاظ سن کر ابوبکر کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور وہ رونے لگے، پھر بولے : نہیں یارسول اللہ ﷺ! نہیں،ایسی دلدوز بات نہ فرمایئے ہم اپنے باپوں کو، ماؤں کو، اپنی جانوں کو اور اپنے مالوں کو آپ پر سے قربان کر دیں گے۔حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ :اس کے بعد آنحضرت ﷺ منبر پر سے اتر کر تشریف لے گئے اور اسکے بعد پھر کبھی اس منبر پر کھڑے نہ ہوئے یعنی اس دن آپ کا منبر پر کھڑا ہونا آخری کھڑا ہونا تھا ۔

بخاری()و الدارمی،المقدمہ(۷۷)

)

رسول کریم ﷺ کے اس دنیا سے رحلت کر جانے کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آپکو یاد کرتے تو ان کے

آنسو رواں ہو جاتے۔امام احمد رحمہ اللہ کی روایت کردہ درج ذیل حدیث اس پر دلالت کرتی ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت بیان کرتے ہوئے کہا کہ: میں نے اس منبر پر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: میں نے گزشتہ سال اسی دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ پھر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ پھر ارشاد فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''کلمہ اخلاص کے بعد تمہیں عافیت جیسی کوئی نعمت نہیں دی جائے گی۔ پس تم اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو''

ایک اور روایت میں ہے:

((فَخَنَقَتْهُ الْعَبْرَةُ ثَلَاثَ مِرَارٍ ثُمَّ قَالَ:.....))

''آنسوؤں نے تین مرتبہ اس کی آواز کو دبا دیا۔ پھر انہوں نے فرمایا.....''

احمد(۱/۱۷۰) شیخ احمد شاکر نے اس حدیث کی اسناد کو صحیح قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو: هامش المسند(۱/۱۷۰)

)

سنہ ۱۲ ہجری میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو نائب بنا کر حج کیلئے تشریف لائے، جب مکہ میں داخل ہوئے تو عتاب بن اُسید اور سہیل بن عمرو، اور عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہم اور ہشام بن حارث ان سے ملے اور سلام کیا اور یوں کہا: (سَلَامٌ عَلَيْكَ يَا خَلِيفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ) سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کے سلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر رونا شروع کر دیا اور برابر روتے رہے یہاں تک کہ آپ بیت اللہ میں جا پہنچے۔ طبقات ابن سعد(۳/۱۸۷)

)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا:

ہمارے ساتھ سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کے پاس چلو، ہم انکی زیارت کریں۔ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ملاقات کیلئے جایا کرتے تھے۔ پس ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ رو پڑیں۔ انہوں نے کہا کہ کیوں روتی ہو؟ کیا تم نہیں جانتیں کہ اللہ کے پاس جو ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے زیادہ بہتر ہے۔ سیدہ

ام ایمن رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

((مَا أَبْكِي أَنْ لاَ أَكُونَ أَعْلَمُ أَنَّ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ ﷺ وَلَكِنْ أَبْكِي أَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ فَجَعَلاَ يَبْكِيَانِ مَعَهَا))

''میں اس لیے نہیں رو رہی کہ میں یہ بات نہیں جانتی کہ اللہ کے پاس جو ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے لیے زیادہ بہتر ہے (یقیناً میں یہ جانتی ہوں) لیکن میں تو اس لیے رو رہی ہوں کہ آسمان سے وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔ پس (اس بات نے) ان دونوں کو بھی رونے پر مجبور کر دیا اور وہ بھی ان کے ساتھ رونے لگے''

صحيح مسلم، كتاب الفضائل، با ب من فضائل أم ايمن رضی اللہ عنہا (٦٣١٨)

)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سورہ ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ نازل ہوئی تو رسول کریم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان سے فرمایا مجھ کو میری موت کی خبر دی گئی ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا یہ سنتے ہی آپ ﷺ کی دائمی جدائی کا احساس کر کے رونے لگیں آپ ﷺ نے فرمایا: میری بیٹی روؤ نہیں، میرے اہل بیت میں سے تم ہی سب سے پہلے مجھ سے ملوگی یہ سن کر مارے خوشی کے حضرت فاطمہ ہنسنے لگیں، وہاں موجود بعض ازواج مطہرات نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اس طرح پہلے روتے اور پھر ہنستے دیکھا تو پوچھا کہ فاطمہ! یہ کیا بات ہے کہ ہم نے پہلے تو تمہیں روتے دیکھا اور پھر ہنستے دیکھا؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بولیں، آنحضرت ﷺ نے پہلے مجھے یہ بتایا تھا کہ آپ ﷺ کو آپ کی موت کی خبر دے دی گئی ہے، یہ سن کر رونے لگی تھی اور پھر جب آپ نے یہ فرمایا کہ روؤ نہیں، میرے اہل بیت میں سے تم ہی سب سے پہلے مجھ سے ملوگی تو میں ہنسنے لگی، اور رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور مکہ کی فتح حاصل ہوگی اور یمن کے لوگ آ گئے جو دل کے نرم ہیں، ایمان یمنی ہے اور حکمت بھی یمنی ہے۔ دارمی، المقدمه، باب وفاة النبی (٧٩)

)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب وفات کے دن نبی کریم ﷺ کی حالت بہت بگڑ گئی اور مرض کی شدت آپ ﷺ پر بار بار بیہوشی طاری کرنے لگی تو حضرت فاطمہ بیتاب ہو کر کہنے لگیں، ہائے میرے بابا جان کو کیسی سختی نے گھیرا ہے، آنحضرت ﷺ نے یہ سنا تو ان کو مخاطب کر کے فرمایا: آج کے بعد پھر تمہارے بابا جان کو کوئی سختی نہیں گھیرے گی! مطلب یہ تھا کہ کرب اور سختی مرض کی شدت کی وجہ سے ہے اور اس کرب وسختی کا احساس ظاہر جسم سے تعلق رکھنے کے سبب سے ہے، لیکن آج کے دن کے بعد جب اس جسم سے تعلق ختم ہو چکا ہوگا اور صرف روحانی ومعنوی علائق رہ جائیں گے تو پھر سکون ہی سکون ہوگا، اور پھر جب آپ کا انتقال ہو گیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے منہ سے یہ الفاظ نکلے :اے میرے بابا جان اللہ نے آپ ﷺ کو اپنے پاس بلایا اور آپ اس دعوت کو قبول کر کے اپنے پروردگار کے پاس چلے گئے۔اے میرے بابا جان !اے وہ مقدس ذات جس کا مستقر جنت الفردوس ہے اے میرے بابا جان! ہم آپ ﷺ کی وفات کی خبر جبرئیل علیہ السلام کو پہنچاتے ہیں بعد میں جب آپ کو دفن کر دیا گیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بے اختیار ہو کر کہنے لگیں ارے انس اور اے اصحاب رسول!) تم لوگوں نے آخر یہ کیسے گوارہ کر لیا کہ رسول اللہ ﷺ پر مٹی ڈال دو؟۔

بخاری ،المغازی،باب مرض النبی ووفاته(٤٤٦٢)وابن ماجه(١٦٣٠)

)

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ہم چند افراد حضور ﷺ سے جدا نہ ہوتے تھے کہ شاید آپ ﷺ کو کوئی ضرورت پیش آجائے اور ہم آپ ﷺ کی خدمت کر سکیں۔ چنانچہ میں آپ ﷺ کے پاس آیا، اور آپ ﷺ مکان سے باہر ایک باغ کیطرف تشریف لے گئے میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے ہو لیا۔آپ ﷺ نے اس باغ میں نماز پڑھی اور سجدہ کیا اور بہت طویل سجدہ کیا۔ میں رونے لگا، میں نے اپنے جی میں کہا کہ شاید اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی روح قبض کر لی ہے، پھر آپ ﷺ نے سجدہ سے سر اٹھایا اور فرمایا: تجھے کیا ہو گیا؟ میں نے عرض کیا: میں تو یہ (یعنی آپ کی وفات کا) سمجھ رہا تھا۔آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے رب کا شکریہ ادا کیا ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''آپ کی امت میں سے جو ایک مرتبہ درود پڑھے گا، میں اس پر دس رحمتیں نازل کروں گا''

مسند ابو یعلی(۱۹۵/۲)مسند احمد(۱۹۱/۱)وسندہ صحیح

)

بعض روایات میں آتا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب حضور ﷺ کا تذکرہ فرماتے تو (آپ ﷺ کے فراق میں) رو دیتے۔ الاصابة(١٦٠/٤) ابن حجر نے اسے صحیح کہا ہے۔

آپ کیوں نہ روتے، جس کھجور کے تنے کے سہارے نبی کریم ﷺ خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے وہ بھی آپ کے فراق میں رونے لگا تھا، قریب تھا کہ وہ پھٹ جائے۔ چنانچہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

کھجور کا ایک تنا تھا، جسکا سہارا نبی کریم ﷺ خطبہ کی حالت میں لیا کرتے تھے۔ پس جب آپ ﷺ کیلئے (لکڑی کا) منبر (بنا کر) رکھا گیا تو ہم نے تنے سے دس ماہ کی حاملہ اونٹنی کی مانند (رونے کی) آواز سنی۔ حتی کہ نبی ﷺ منبر سے نیچے اترے اور اس پر اپنا دستِ مبارک رکھا تو وہ خاموش ہو گیا۔ جب جمعہ کا دن ہوا اور نبی ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے تو کھجور کا وہ تنا، جس کا سہارا لے کر آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے، اسطرح زور سے رونے لگا، قریب تھا کہ وہ پھٹ جائے ایک اور روایت میں ہے کہ وہ تنا بچے کی طرح زور سے رونے اور بلبلانے لگا تو نبی کریم ﷺ نیچے اترے، حتیٰ کہ اسے پکڑا اور اسے اپنے ساتھ چمٹا لیا، تو ایک بچے کیطرح سسکیاں لینے لگا جس کو چپ کرایا جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ خاموش ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اس لئے رویا کہ یہ ذکر سنا کرتا تھا، (جس سے اب محروم ہو گیا ہے)

صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوة(٣٥٨٤)(٣٥٨٥)

میرا پسندیدہ شعر عبداللہ نوید (درجہ اولیٰ)

جو کچھ مانگنا ہے اسی سے مانگ یہی وہ در ہے کہ ذلت نہیں سوال کے بعد

سونے کے آداب

ابن بشیر الحسینوی (قصور)

① سوتے وقت باوضو ہوکر سونا۔ (صحیح البخاری:٦٣٧،صحیح مسلم:٢٧١٠)

② جنبی آدمی سونے سے پہلے شرم گاہ کو دھوئے اور وضو کرے پھر سوئے۔(صحیح البخاری:٢٩٠)

③ جنبی آدمی کا سونے سے پہلے کبھی کبھار نہانا بھی مسنون ہے۔ (صحیح مسلم:٣٠٧)

④ کبھی کبھی تیمّم کرنا بھی صحیح ہے۔ (بیھقی:١/٣٠٠ و سندہ حسن)

⑤ رات کو سوتے وقت بسم اللہ پڑھ کر دروازوں کو بند کر دینا چاہیے۔

⑥ بسم اللہ پڑھ کر برتنوں کو ڈھانپ دینا چاہیے اگر ڈھانکنے کی کوئی چیز نہ ملے تو کوئی لکڑی اس کے اوپر رکھ دینی چاہیے۔

⑦ بسم اللہ پڑھ کر مشکیزوں کے منہ باندھ دینے چاہیے.

⑧ بسم اللہ پڑھ کر موم بتی وغیرہ بجھا دینی چاہیے۔

⑨ آگ کو جلتا ہوا نہیں چھوڑنا چاہیے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:''بے شک یہ آگ تمہاری دشمن ہے جب تم سونے کا ارادہ کرو تو اس کو بجھا دو۔'' (صحیح مسلم:٢٠١٦)

⑩ عشاء سے پہلے سونا اور عشاء کے بعد باتیں کرنا مکروہ ہے۔(صحیح البخاری:٥٦٨)مگر علم کے سیکھنے، گھر والوں اور مہمان سے عشاء کے بعد بھی بات کرنا درست ہے۔ (صحیح البخاری:٦٠٠۔٦٠٢)

⑪ سوتے وقت بسم اللہ پڑھ کر اپنے کپڑے کے کونے سے بستر کو تین بار جھاڑنا چاہیے۔

(صحیح البخاری:٧٣٩٣)

⑫ دائیں پہلو پر سونا چاہیے۔ (صحیح البخاری:٦٣١١)

⑬ دائیں ہاتھ کو دائیں رخسار کے نیچے رکھنا چاہیے۔ (صحیح البخاری:٦٣١٤)

تنبیہ: پیٹ کے بل سونا منع ہے۔ (سنن ابن ماجہ:٣٧٢٤ و صححہ الالبانی)

⑭ قبلہ رخ ہوکر سونے کا اہتمام کرنا ثابت نہیں ہے۔

⑮ شمال کی طرف ٹانگیں کر کے سونے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ اس کی ممانعت ثابت نہیں ہے۔

⑯ یادرہے کہ ہر کام میں اصل اباحت ہے منع کی دلیل چاہیے۔

⑰ بیدار ہوتے وقت چہرے پر ہاتھ پھیرنا بھی مسنون ہے تاکہ نیند ختم ہوجائے۔

(صحیح مسلم:۱۷۸۹/۷۰۳)

⑱ سوتے وقت آنکھوں میں سرمہ ڈالنا چاہیے اور ہر آنکھ میں تین سلائیاں ڈالنی چاہیے۔

(سنن الترمذی: سنن النسائی:)

⑲ سوتے وقت پڑھنے کی دعائیں

۱:((اَللّٰھُمَّ اَسلَمتُ نَفسِی اِلَیکَ ،وَفَوَّضتُ اَمرِی اِلَیکَ ،وَوَجَّھتُ اِلَیکَ ،واَلجَا تُ ظَھرِی اِلَیکَ ،رَغبَۃً وَرَھبَۃً اِلَیکَ لَا مَلجَاَ ،وَلَا مَنجَاَ مِنکَ اِلَّا اِلَیکَ ،اٰمَنتُ بِکِتَابِکَ الَّذِی اَنزَلتَ وَنَبِیِّکَ الَّذِی اَرسَلت))جو آدمی یہ دعا پڑھ کر سوجائے اگر وہ اسی رات مرگیا تو وہ فطرت پر مرا۔ (صحیح البخاری:۶۳۱۳،صحیح مسلم:۲۷۰۱۰)

اور یہ بھی یاد رہے کہ ان:''ان کلمات کو اپنی آخری دعا بنانا چاہیے(یعنی ان کے پڑھنے کے بعد گفتگو نہیں کرنی چاہیے)'' (صحیح البخاری:۲۴۷، صحیح مسلم:۲۷۱۰)

۲:((اَللّٰھُمَّ بِاسمِکَ اَمُوتُ وَاَحیَا)) (صحیح البخاری:۶۳۱۲)

۳:((اَللّٰھُمَّ خَلَقتَ نَفسِی واَنتَ تَوَفَّاھَا لَکَ مَمَاتُھَا وَمَحیَاھَا اِن اَحیَیتَھَا فَاحفَظھَا وَاِن اَمَتَّھَا فَاغفِرلَھَا ،اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسئَلُکَ العَافِیَۃَ)) (صحیح مسلم:۲۷۱۲)

۴: سورہ سجدہ اور ملک کو پڑھنا چاہیے۔ (مسند احمد:۳۴۰/۳،مستدرك حاكم:۴۱۲/۲)

۵: سورہ بقرہ کی آخری دس(۱۰) آیتیں تلاوت کرنا چاہیے۔

(صحیح البخاری:۴۰۰۸،صحیح مسلم:۸۰۸)

۶: آیت الکرسی پڑھنی چاہیے۔سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ:''جب تو اپنے بستر پر آئے تو آیت الکرسی پڑھ تو اللہ کی طرف سے ایک محافظ ہمیشہ تیرے ساتھ رہے گا اور صبح تک شیطان تیرے قریب نہیں پھٹکے گا۔ (صحیح البخاری:۲۳۱۱)

۷: آدمی جب بستر پر آئے تو دونوں ہاتھوں کو جوڑ لے اور سورہ اخلاص،سورہ فلق اور سورۃ الناس پڑھ

لے تو دونوں ہاتھوں میں پھونکے اور اپنے جسم پر جہاں تک ہو سکے انھیں پھیر لے اور (ہاتھوں کو) پھیرنے کی ابتداء سر، چہرے اور جسم کے اگلے حصے سے کرے یہ عمل تین بار کرنا چاہیے۔

(صحیح البخاری:۵۰۱۷)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے تو آپ مجھے کہتے پھر میں یہ کیا کرتی تھی۔'' (صحیح البخاری:۵۷۴۸)

۸: سوتے وقت چونتیس (۳۴) مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ تینتیس (۳۳) مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ تینتیس (۳۳) مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑھنا چاہیے۔ (صحیح البخاری:۶۳۱۸، صحیح مسلم:۲۷۲۷)

یہ تسبیحات فاطمۃ رضی اللہ عنہا کے نام سے مشہور ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''میں نے ان کلمات کو کبھی بھی نہیں چھوڑا۔'' (صحیح البخاری:۵۳۶۲)

۹: جب رات کو آدمی اچانک بیدار ہو جائے تو یہ دعا پڑھے یہ دعا پڑھ کر جو دعا کرے گا قبول ہو گی۔ ((لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہُ لَا شَرِیْکَ لَہُ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٍ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ یہ پڑھ کر یہ کہے: ''((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ۔'' (صحیح البخاری:۱۱۵۴)

⑳ نیند سے بیدار ہوں تو..!

۱: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَ اِلَیْہِ النُّشُوْرُ)) (صحیح البخاری:۶۳۱۲)

۲: سورہ آلِ عمران کی دس آیتیں (اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ سے لے کر وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ تک) آسمان کی طرف چہرہ کر کے پڑھنی چاہیے۔ (صحیح البخاری:۴۵۷۹)

۳۔ سو کر اٹھے تو مسواک کرے۔ (صحیح البخاری:۲۴۵، صحیح مسلم:۲۲۵)

۴۔ برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھ کو تین بار دھوئے، کیونکہ پتا نہیں کہ اس کے ہاتھوں نے رات کہاں گزاری ہے (یعنی جسم کے کس حصے کو لگے ہیں۔)'' (صحیح مسلم:۲۷۸)

۵۔ سو کر اٹھے تو ناک میں پانی ڈال کر اسے تین بار جھاڑنا چاہیے، کیونکہ شیطان رات سونے والے کے نتھنوں میں گزارتا ہے۔ (صحیح مسلم:۲۳۸)

وہ معزز تھے زمانے میں مسلمان ہوکر

محمد عبداللہ منیر (ساہیوال)

آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی اصلاح عالم کا آخری ظہور تھی جس نے اللہ کے دین کو اس کے قدیمی نام اسلام کے ساتھ پیش کیا اور ایک ایسی جماعت پیدا فرمائی جس کو اللہ نے اپنے کاموں کے لیے چن لیا یہ لوگ اگرچہ تعداد میں قلیل تھے۔ دنیا کی تاریکی وسیع تھی لیکن اپنی مبارک ہستیوں سے کار نبوت کے لیے وہ لاتعداد چراغ روشن ہوئے جن میں سے ایک ایک نے زمین کے بڑے بڑے رقبوں اور انسانوں کی بڑی بڑی آبادیوں میں جب قدم رکھا تو اسلام کے نور سے جگمگا اُٹھی اِن لوگوں کا جینا مرنا اُن کی شان وشوکت، عزت وجاہت صرف اور صرف اسلام سے وابستہ تھی یہ اسلام کی کشش تھی جو سلمان کو فارس سے، صہیب رضی اللہ عنہ کو روم سے اور بلال رضی اللہ عنہ کو حبشہ سے کھینچ لائی تھی یہ وہ لوگ تھے جو اسلام کی خاطر اپنی عزت وجاہت کھو دینا اپنی عظمت خیال کیا کرتے تھے۔

یاد رکھیں !اسلام میں رنگ ونسل ذات پات کی کوئی قید نہیں۔ اسلام کو قبول کرنے والے بلال حبشی رضی اللہ عنہ تھے جن کو اسلام کی وجہ سے وہ عروج واقبال ملا کہ آنحضرت ﷺ معراج سے واپس پلٹے بلال رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا اور کہا: ''اے بلال رضی اللہ عنہ میں ابھی جنت میں داخل نہ ہوا تھا کہ میں نے تیرے قدموں کی چاپ کو جنت میں سنا ہے بلال رضی اللہ عنہ چلتا زمین پر ہے مگر قدموں کی چاپ جنت میں سنائی دے رہی ہے''

یہ وہ خاک نشین تھے جو اطراف واکناف عالم میں روحانی انقلاب کے داعی بن نکلے تھے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ رجب ۱۴ ہجری کو بیت المقدس کو فتح کرنے کے لیے نکلے ساتھیوں نے مشورہ دیا حضرت پوشاک پہن لیجئے۔ قیمتی لعل وجواہر سے لبریز پوشاک پہنے ہوئے چند قدم ہی آگے بڑے تھے کہ یہ کہتے ہوئے پوشاک اُتار دی کہ میرا پیوندوں والا لباس لے آؤ۔

ہماری عزت صرف اسلام سے ہے نہ کہ قیمتی پوشاکوں سے۔

''وہ معزز تھے زمانے میں مسلمان ہوکر''

ہائے! یہ وہ لوگ تھے جن کے سامنے ہیرے جواہرات سے لبریز خزانے آئے تو رونے لگے کہیں مال وجاہ کی کثرت اُنہیں ''اسلام'' سے غافل نہ کردے۔ والی حمص سعید بن عامر رضی اللہ عنہ ہیں لیکن حالت یہ ہے کہ عام مساکین اور گورنر میں کوئی امتیاز نہیں ہے۔ ایک مرتبہ امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ حمص کے دورے کے لیے تشریف لے گئے تو فقراء کی فہرست طلب فرمائی جب فہرست سامنے آئی تو سرِ فہرست ''سعید بن عامر رضی اللہ عنہ'' کا نام دیکھ کر چونک اُٹھے اور فرمایا! سعید کون ہے؟ لوگوں نے بتلایا والی حمص آپ رضی اللہ عنہ نے متعجب ہوکر فرمایا والی حمص اور فقیر! وہ وظیفے کو کیا کرتے ہیں لوگوں نے کہا اُسے ہاتھ تک نہیں لگاتے۔ امیر المؤمنین کا یہ سننا تھا کہ:

امیر المؤمنین کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں فوراً ایک ہزار اشرفی کی تھیلی ''سعید بن عامر رضی اللہ عنہ'' کو بجھوادی جب یہ رقم اُن کے سامنے پہنچی تو بے اختیار کانپ اُٹھے اور زبان سے ((انا للہ وانا الیہ راجعون)) کے الفاظ جاری ہوگئے بیوی نے کہا حضرت کیا بات ہے تو فرمایا:

''آج پھر دنیا فتنوں کو لے کر میرے پاس آگئی ہے''

ساری رقم تھیلے میں ڈال دی اور رات بھر عبادت میں مصروف رہے اور صبح تمام روپیہ اسلامی ضروریات کے لیے صرف کردیا۔ یہ تھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن کا ہر ہر فرد اسلام کا صحیح ترین عملی نمونہ لیکر جہاں پہنچا وہاں لوگوں کی حالت بدل گئی۔ یہی وہ روحانی انقلاب تھا جس نے دنیا اور اس کے مناظر کو یکسر پلٹ دیا تھا۔ لیکن آج پھر دور ظلمت لوٹ آیا ہے لوگ اکل وشرب عیش ونمائش میں مبتلا ہوچکے ہیں۔

((اضاعوا الصلوۃ)) ''نمازیں ضائع ہورہی ہیں''

((واتبعوا الشھوات))''خواہشات کا انہماک بڑھ رہا''

بقولِ شاعر

چلا ہے دور پھر حیوانیت کا خدا کے نیک بندے ہیں پریشاں

ہے پہرہ ہر طرف شیطانیت کا جنازہ اُٹھ گیا انسانیت کا

یاد رکھیں! جب شمعیں بجھ جائیں تو ظلمتیں پھیلتی ہیں تو اسلام کے اکابر یکے بعد دیگرے رخصت ہو

چکے ہیں۔ بے شمار فتنے پھوٹ پڑے ہیں جن کو پامردی اور جرأت سے آگے بڑھ کر بند نہ کیا گیا تو اس سے نہ صرف توحید کا چشمہ ءِ صافی گدلا ہو جائے گا بلکہ ہم سے مواخذہ بھی ہوگا۔

آج 'کفر واتحاد' 'فسق وفجور' 'خدافراموشی' 'بے راہ روی' 'مادہ پرستی' 'دین میں رخنہ اندازی' 'خودکلمہ گویان محمد کی دینی اقدار سے روگردانی' 'اسوءِ رسول سے انکار' 'مذہب کے نام پر نئے نئے افکار' 'مشرکانہ اعمال کی ترویج' 'حبِّ رسول کے نام پر شرک وکفر' 'محبت اہل بیت کے پردہ میں تنقیص صحابہ' 'علوم دینہ سے قطعی لاتعلقی' 'عورت چراغ خانہ کی بجائے شمع محفل بن چکی ہے۔ جس سے یورپین ممالک کی لاتعداد برائیاں جنم لے چکی ہیں۔

زنا' شراب نوشی عام ہو چکی ہے۔ وطن عزیز پر نظر ڈالیں تو نگاہیں شرم سے جھکی کی جھکی رہ جاتی ہیں۔ کبھی 'اقتصادی بدحالی' 'غیر ملکی دباؤ و مداخلت' 'امریکی نمائیدوں کی ہرزہ سرائی' 'چینی کا فقدان' 'مہنگائی کا عفریت منہ کھولے کھڑا ہے۔ ''عوام کا جینا محال ہو چکا ہے'' ''خودکش حملے ہو رہے ہیں'' ''مکتب کو جانے والی معصوم جانوں سے لے کر قوم کے محافظوں تک کوئی بھی اس ملک میں محفوظ نہیں ہے'' ''عوام زندہ درگور ہے'' 'ان کا کوئی پرسانِ حال نہیں ہر ذہن پریشان ہے' 'ہر ذہن میں سوالات کا دھارا چل رہا ہے' ''قتل وغارت ظلم وعدوان عام ہے'' ''لوگ قاتل ہیں گلیاں مقتل نہ جانے اس زمانے کو کیا ہو گیا ہے''

حالانکہ یہ خطہء جو ارض اسلام کے نام پر وجود میں آیا تھا۔ جس کی بنیادوں کو مسلمانوں کے لہو سے سجایا گیا تھا۔ مسلمانوں نے گھر بار چھوڑے سہاگ اُجڑے، ماؤں بہنوں بیٹیوں کی عزتیں تار تار ہوئیں خون کی ہولیاں کھیلی گئیں، بچوں کو نیزوں پر لٹکایا گیا صرف اس لیے کہ اس ملک میں اسلامی نظام رائج ہو۔ راستی کا ظہور ہو۔ برائی سے نوع انسانی کے دلوں کو روک دیا جائے۔

لیکن افسوس صد افسوس! پاکستان کو معرض وجود میں ہوئے (۶۲) بہاریں بیت چکی ہیں۔ اس طویل عرصہ میں ارتقاء کی منازل بتدریج طے ہوتی رہیں کبھی مسلم لیگ برسرِ اقتدار آئی کبھی جناح عوامی لیگ کبھی پیپلز پارٹی کا طوطی بولا کبھی آمریت نے ڈاکا ڈالا مگر افسوس کہ کوئی حکمت بھی اسلامی جمہوریہ پاکستان کے تقدس پر کوئی بھی پورا نہ سکا اور نہ ہی اسلامی قدروں کو اپنا شعار بنا سکی۔

خدایا! وہ دن کب طلوع ہوگا جب اسلامی قدریں وطن عزیز میں احاطہ کر پائیں گئیں پھر آج نہیں تو کل جب میری قوم کو ہوش آئے گا میرے افکار کی سربلندی ضرور ہوگئی۔ میرے خواب شرمندہ تعبیر ضرور ہو گے پھر تم دیکھو گے کہ رات جیسی تاریکی چاندنی کے روپ میں ڈھل جائے گی۔ پھر ظلمت کی گھٹائیں سویرے کے نور میں بدل جائیں گئی۔ پھر اس مملکتِ خداداد میں خدا کی حاکمیت کا راج ہوگا، خدا کے بندوں کا راج اس ملک کی امامت وسیادت کا اصل حق رکھتے ہیں۔

غم دوراں کی پھر باتیں نہ ہوں گئیں　　پریشان حال پھر راتیں نہ ہوں گئیں
صیاد ظلم کی گھائیں نہ ہوں گئیں

(ان شاءاللہ)

وفیات

اللھم اغفر لھم وارحمھم وعافھم واعف عنھم

① ۔ پروفیسر عبدالجبار شاکر رحمہ اللہ ۔ ۱۳ اکتوبر ۲۰۰۹ء کی صبح دل کے بائی پاس آپریشن کے دوران داغ مفارقت دے گئے۔ شیخوپورا کمپنی باغ میں رات ساڑھے نو بجے حافظ مسعود عالم حفظہ اللہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

② ۔ مولانا محمد یونس گوندلوی رحمہ اللہ ۔ مولانا عبدالمنان گوندلوی حفظہ اللہ کے والد اور مولانا اسماعیل سلفی رحمہ اللہ کے شاگرد رشید تھے ۲۲ دسمبر ۲۰۰۹ء بروز منگل نماز عشاء کی ادائیگی کے لیے گھر سے نکلے، مسجد پہنچ کر وضوء کیا اور اذان کہنے لگے، جب حی علی الفلاح کے کلمات پر پہنچے تو اللہ کا حکم آ گیا اور اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

③ ۔ مفتی عبدالرحمٰن رحمانی رحمہ اللہ ۔ جماعۃ الدعوۃ کی ''شرعی عدالتِ عالیہ'' کے مفتی عبدالرحمٰن رحمانی ۲۲ دسمبر ۲۰۰۹ء بروز منگل بوقت شام دار فانی کو چھوڑ کر چل بسے۔ انکی رہائش گاہ عبدالحکیم میں نماز جنازہ حافظ عبدالرحمٰن مکی حفظہ اللہ نے پڑھائی۔

④۔مولانا عزیز الرحمٰن یزدانی رحمہ اللہ۔مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی شہید رحمہ اللہ کے برادر،۱۱جنوری ۲۰۱۰ء کو انتقال فرما گئے،دوپہر۲ بجے لیڈیز پارک کامونکی میں مولانا اکرم جمیل (شیخ الحدیث جامعہ اثریہ جہلم) نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کو جنت میں اعلیٰ وارفع مقام عطا فرمائے۔آمین (ادارہ)

سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ

رحمت اللہ شاکر (مدرس جامعہ ھذا)

جلیل القدر صحابی رسول ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا نام خالد بن زید تھا۔آپ بنونجار سے تعلق رکھتے تھے۔انہیں وہ اعزاز حاصل ہے جو دوسروں کو حاصل نہیں یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ میں آمد ہوئی تو انہیں سب سے پہلی مہمانی کا شرف حاصل ہوا۔

اس کا منظر کچھ اس طرح ہے:حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ہر کوئی جھگڑا کر رہا تھا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کے گھر میں قدم رنجہ فرمائیں۔یہ منظر دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میں بنونجار کے محلے میں سواری سے اتروں گا،جو عبدالمطلب کے ننھیال ہیں''۔

مسلم، الزهد، باب فی حديث الهجرة و يقال حديث الرحل (۲۰۰۹).

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ پھر جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پہنچ گئے تو پوچھا:

''ہمارے ننھیالی رشتہ داروں میں سے کس کا گھر یہاں سے قریب ہے؟''

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بولے:

''اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میں حاضر ہوں،میرا گھر اور میرا دروازہ ہے''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے کہا:

''جاؤ! پھر ہمارے دوپہر کے آرام کا بندوبست کرو''۔

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کہنے لگے:

''اللہ کی برکت کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں تشریف لے چلیں،اللہ تعالیٰ مبارک کرے''۔

پھر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان کے سامنے جو گھر کا کھلا صحن تھا، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں قدم رکھ دیا۔

صحیح بخاری، مناقب الأنصار، باب هجرة النبی صلی اللہ علیہ وسلم و أصحابه الی المدینة (۳۹۱۱).

صحیح مسلم میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے گھر میں قیام پذیر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نچلی منزل میں اور وہ اوپر والی منزل میں رہنے لگے۔ ایک رات حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کو خیال آیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نیچے ہیں اور ہم ان کے اوپر چل پھر رہے ہیں۔ اس سوچ کے تحت وہ کمرے کے ایک کونے میں ہو گئے اور ساری رات اسی کونے میں گزار دی۔

اگلے دِن اس واقعہ سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کیا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیچے ہی بہتر ہے۔ لیکن ابوایوب t کہنے لگے: ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیچے رہیں اور میں چوبارے پر، ایسا نہیں ہوگا''۔ چنانچہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اوپر قیام پذیر ہو گئے اور حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نیچے آ گئے۔

صحیح مسلم، الأشربة، باب إباحة أكل الثوم... (۲۰۵۳/۱۷۱)

ایک روایت کے مطابق حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''ہمارا پانی کا مٹکا ٹوٹ گیا، میں بھی جلدی سے اٹھا اور میری بیوی بھی چادر لے کر پانی کی طرف دوڑی۔ ڈر یہ تھا کہ پانی نیچے ٹپک کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تکلیف کا باعث نہ بن جائے۔ ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی دوسری اوڑھنے کی چیز نہ تھی۔

سیرة ابن هشام(۲/ ۱٤۰). مستدرك حاكم (۳/ ٤٦۰) (٥۹۳۹). دلائل النبوة للبیهقی (۲/ ٥۱۰). إسناده حسن.

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوایوب کے لیے ایک موقعہ پر دعا بھی فرمائی تھی۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفا مروہ کی سعی کر رہے تھے کہ اچانک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی پر پرندے کا پر آ گرا۔ تو میں نے جلدی سے آگے بڑھ کر اسے پکڑ لیا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دُعا فرمائی:

((نَزَعَ اللّٰهُ عَنْكَ مَا تَكْرَهُ))

''اللہ تجھ سے ہر وہ چیز دور کر دے جو تجھے ناپسند ہو''۔

مجمع الزوائد (۹/۳۹۶) (۱۵۷۸۷) والطبرانی فی الکبیر (۴۰۴۸) .اس روایت کی سند میں نائل نجیح کو ابوحاتم نے ثقہ اور دارقطنی نے ضعیف کہا ہے بقیہ راوی ثقہ ہیں۔البتہ حبیب بن ابی ثابت کا ابوایوبؓ سے سماع ثابت نہیں ہے۔

ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ ساری زندگی نمازی بن کر رہے۔آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ بات مشہور تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت تک جتنی بھی جنگیں لڑی گئیں آپ سبھی میں شریک ہوئے۔ اِلا یہ کہ آپ کسی دوسرے مشن میں مشغول ہوں۔آپ t کی آخری جنگ وہ ہے جس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کی قیادت میں ایک لشکر قسطنطنیہ روانہ کیا تو اس وقت حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ عمر رسیدہ تھے،لیکن اس کے باوجود آپ لشکر اسلام میں بخوشی شریک ہوئے اور اللہ کی راہ میں سمندر کی موجیں چیرتے ہوئے آگے بڑھتے گئے۔

دشمن کے مقابلہ میں ابھی چند دِن ہی گزرے تھے کہ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے۔ بیماری نے ایسی شدت اختیار کر لی کہ آپ t لڑائی میں شریک نہ ہو سکے۔

سپہ سالارِ لشکر آپ رضی اللہ عنہ کی تیمارداری کے لیے آئے اور دریافت کیا کہ کوئی خواہش ہو تو فرمائیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ ارشاد فرمایا:

''لشکر اسلام کو میرا سلام کہنا اور مجاہدین سے کہنا کہ ابوایوب کی تمہیں وصیت ہے کہ دشمن کی سرزمین میں پیش قدمی کرتے رہو۔آخری حد تک پہنچنا اور میری لاش کو اپنے ساتھ اُٹھائے لیتے جانا اور مجھے قسطنطنیہ کی دیوار کے نزدیک دفن کرنا''۔

یہ الفاظ کہے اور اللہ کو پیارے ہو گئے۔

لشکر اسلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جلیل القدر صحابی رضی اللہ عنہ کی وصیت کو قبول کرتے ہوئے دشمن پر پے در پے حملے کیے، یہاں تک کہ قسطنطنیہ کی دیواروں تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔

جبکہ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے جسد خاکی کو اپنے ساتھ اٹھائے ہوئے تھے۔دیوارِ قسطنطنیہ کے سائے میں ان کے لیے قبر کھودی گئی اور بڑے اعزاز واکرام کے ساتھ سپردِ خاک کر دیا گیا۔

آپ رضی اللہ عنہ کی وفات ۵۱ ہجری کو قسطنطنیہ (استنبول) میں ہوئی۔

مستدرك حاكم (٢/٨٥ ـ ٨٤). والاستيعاب (١/١٥٢). اسد الغابه (٥/١٤٣) و تهذيب التهذيب (٣/٩٠ـــ ٩١). تجريد اسماء الصحابة (١/١٦١). الجرح والتعديل (١/١٣١). تاريخ الاسلام للذهبى (٢/٣٢٧ ـ ٣٢٨).

پہلی قسط

تفسیر القرآن

سوالا جوابا اعجاز الحق صدیقی (درجہ خامسہ)

﴿سورۃ الفاتحہ﴾

سوال: قرآن مجید کی تلاوت سے قبل تعوذ پڑھنے کا کیا حکم ہے۔؟

جواب: قرآن مجید کی تلاوت سے پہلے تعوذ (یعنی أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم) پڑھنا فرض ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

﴿فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾

"اور جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود سے پناہ مانگ لیا کرو۔" سورة النحل(١٦/٩٨)

سوال بسم اللہ کی فضیلت بیان کریں۔؟

جواب: ١۔ بسم اللہ ہر سورت کے آغاز میں ایک مستقل آیت ہے (سوائے سورہ برات کے، قرآن مجید میں (١١٤) بار مکمل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آتی ہے۔) صحيح مسلم، الصلاة، (٨٩٤)

٢۔ نماز میں بسم اللہ با آواز بلند اور آہستہ آواز دونوں طرح سے پڑھنا درست ہے البتہ آپ ﷺ زیادہ ہلکی آواز میں پڑھتے تھے (تمام احادیث میں یہی درست تحقیق ہے)۔

صحيح مسلم (٦٠٦) و زاد المعاد (١/١٩٩) وسنن نسائى(٩٠٦)

٣۔ ہر کام جس کے آغاز میں بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو وہ بے برکت ہے۔ لہذا ہر کام سے قبل بسم اللہ پڑھنا مستحب عمل ہے۔

سوال: سورۃ الفاتحہ کی فضیلت تحریر فرمائیں؟

جواب: فاتحہ کے معنی آغاز اور ابتداء کے ہیں۔ اس لئے اسے الفاتحہ یعنی فاتحۃ الکتاب کہا جاتا ہے۔

۱۔حضرت ابوسعید بن معلیٰ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ نے بتایا کہ سورۃ فاتحہ قرآن کی سب سے عظیم (بڑی) سورت ہے۔ بخاری ،تفسیرالقرآن، باب و سمیت ام الکتاب [٤٤٧٤]

۲۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز جناب جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے اوپر سے دروازہ کھلنے کی زوردار آواز سنی اپنا سر اٹھایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ یہ آسمانوں کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جو آج سے پہلے کبھی نہیں کھلا' اس سے ایک فرشتہ نازل ہوا ہے جو آج سے پہلے کبھی زمین پر نازل نہیں ہوا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کیا ہے اور کہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو نور مبارک ہوں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے یہ نور کسی نبی کو عطا نہیں کئے گئے (وہ یہ ہیں)۱۔سورۃ فاتحہ۲۔سورۃ بقرہ کی آخری دو آیات مزید فرمایا کہ جو شخص یہ دو آیات پڑھے گا اسے اس کی مانگی ہوئی چیز ضرور دی جائے گی۔

مسلم' فضائل القرآن ' باب فضل الفاتحه و خواتيم سورة البقره (١٨٧٧)

۳۔ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی جسے بچھو یا سانپ نے کاٹا تھا کو سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تو اللہ نے اسے شفاء عطا کر دی۔ صحیح مسلم،السلام(۲۲۰۱)وابو داؤد(۳۹۰۰)

سوال: سورۃ الفاتحہ مکی ہے یا مدنی اور اس کی آیات،کلمات اور حروف کتنے ہیں۔؟

جواب: سورۃ الفاتحہ مکی سورت ہے اور نازل ہونے کے اعتبار سے اس کا پانچواں نمبر ہے اور اس کی سات (۷) آیات، پچیس (۲۵) کلمات اور ایک سو تیرا (۱۱۳) حروف ہیں۔

تفسیر ابن کثیر(۱/ ۳۲)

سوال: مکی اور مدنی سورتوں سے کیا مراد ہے؟

جواب: مکی سورتوں سے مراد یہ ہے کہ جو سورتیں ہجرت (۱۳ نبوت) سے قبل نازل ہوئیں وہ مکی سورتیں ہیں،خواہ انکا نزول مکہ میں ہوا یا طراف وجوانب میں اور جو سورتیں ہجرت کے بعد نازل ہوئیں خواہ مدینہ یا اس کے اطراف وجوانب میں وہ مدنی سورتیں ہیں۔

سوال: سورۃ الفاتحہ کے پانچ سے زائد اسماء تحریر کریں؟

جواب: ①أم القرآن ②البسع المثانی ③قرآن العظیم ④سورۃ الشفاء

⑤ سورة الصلوة ⑥ ام الکتاب ⑦ الرقیة ⑧ الکافیة ⑨ الکنز ⑩ الحمد

تفسیر ابن کثیر(۳۱/۱)

سوال: نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کا کیا حکم ہے۔؟

جواب: ۱۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ امام کے پیچھے ہوں تو۔؟ انہوں نے کہا، پھر چپکے چپکے دل میں پڑھ لو۔

صحیح مسلم، الصلاۃ(۳۹۵)وابن حبان(۱۸٤٤)

۲۔آپ ﷺ نے فرمایا: امام کے پیچھے کچھ نہ پڑھو سوائے سورہ فاتحہ کے۔ کیونکہ اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا۔ صحیح ابن حبان(۱۷۸۵)واحمد(۲۳۰٤۷)صحیح

سوال: حمد، شکر اور مدح میں فرق واضح کریں۔؟

جواب: حمد: کسی ذات کے اختیاری وصف پر اس کی تعریف کرنا، خواہ یہ نعمت کے بدلے میں ہو یا نعمت کے بدلے میں نہ ہو۔

مدح:۔افعال حسنہ پر تعریف کرنا خواہ وہ اختیاریہ ہوں یا غیر اختیاریہ۔

شکر:۔شکر نعمت کے مقابلے میں کیا جاتا ہے۔خواہ شکر قولا ہو عملا ہو یا اعتقادا ہو۔

اَفَادَتْكُمُ النَّعْمَآءُ مِنِّیْ ثَلَاثَةٌ

لِسَانِیْ وَيَدِیْ وَالضَّمِيْرُ الْمُحَجَّبَا

''تمہارے احسان کے بدلے میری تینوں چیزیں، تیری تعریف میں لگ گئی ہیں، میری زبان، میرے ہاتھ اور میرا دل'' تفسیر بیضاوی(ص/۳۰)

سوال: رحمٰن اور رحیم کا فرق بیان کریں؟

جواب: رحمٰن بروزن فعلان اور رحیم بروزن فعیل ہے۔دونوں مبالغے کے صیغے ہیں جن میں کثرت اور دوام کا مفہوم پایا جاتا ہے۔یعنی اللہ بہت رحم کرنے والا ہے، اور اسکی یہ صفت دیگر صفات کی طرح دائمی ہے۔بعض علماء کہتے ہیں رحمٰن میں رحیم کی نسبت زیادہ مبالغہ ہے۔اسی لیے رحمٰن الدنیا والاخرۃ کہا جاتا ہے۔دنیا میں اسکی رحمت عام ہے جس سے بلاتخصیص کافر و مومن سب فیض یاب ہو رہے

ہیں، اور آخرت میں وہ صرف رحیم ہوگا یعنی اسکی رحمت صرف مومنین کیلئے خاص ہوگی۔ اللّٰھم اجعلنا منھم

سوال: عبادت کی تعریف کرتے ہوئے مافوق الاسباب اور ماتحت الاسباب استعانت میں فرق بیان کریں؟

جواب: عبادت کے معنی ہیں کسی کی رضا کیلئے انتہائی تذلل وعاجزی اور کمال خشوع کا اظہار کے اور بقول ابن کثیر شریعت میں کمال، خضوع اور خوف کے مجموعے کا نام ہے۔ یعنی جس ذات کے ساتھ بھی محبت ہو اسکی مافوق الاسباب طاقت کے سامنے عاجزی و بے بسی کا اظہار بھی ہو اور اسباب و مافوق الاسباب ذرائع سے اسکی گرفت اصل عبارت (نَعْبُدُكَ وَ نَسْتَعِيْنُكَ ؟ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے مدد چاہتے ہیں'' ہوتی لیکن اللہ تعالیٰ نے یہاں مفعول فعل پر مقدم کر کے (اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْن فرمایا جس سے مقصد اختصاص پیدا کرنا ہے یعنی ''ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں'' نہ عبادت ہی اللہ کے سوا کسی اور کی جائز ہے اور نہ ہی استعانت کسی اور سے جائز ہے۔ ان الفاظ سے شرک کا سد باب کر دیا گیا ہے۔

لیکن جن کے دلوں میں شرک کا روگ رہ پا گیا ہے، وہ مافوق الاسباب اور ماتحت الاسباب استعانت میں فرق کو نظر انداز کر کے عوام کو مغالطے میں ڈال دیتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ دیکھو ہم بیمار ہو جاتے ہیں تو ڈاکٹر سے مدد حاصل کرتے ہیں بیوی سے مدد چاہتے ہیں۔ ڈرائیور اور دیگر انسانوں سے مدد کے طالب ہوتے ہیں۔ اسطرح وہ یہ باور کراتے ہیں کہ اللہ کے سوا اوروں سے بھی مدد مانگنا جائز ہے۔ حالاں کہ اسباب کے ماتحت ایک دوسرے سے مدد چاہنا اور مدد کرنا یہ شرک نہیں ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا نظام ہے۔ جس میں سارے کام ظاہری اسباب کے مطابق ہی ہوتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، نے فرمایا: (مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰهِ (الصّف) ''اللہ کے دین کیلئے کون میرا مددگار ہے'' اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو فرمایا (تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ''نیکی اور تقویٰ کے کاموں پر ایک دوسرے کی مدد کرو'' ظاہری بات ہے تعاون ممنوع ہے نہ شرک بلکہ مطلوب ہے۔ اسکا اصطلاحی شرک سے کیا تعلق، شرک تو یہ ہے کہ ایسے شخص سے مدد طلب کی جائے جو ظاہری اسباب کے لحاظ سے مدد نہ کر سکتا ہو جیسے کسی فوت شدہ شخص کو مدد کیلئے پکارنا، اسکو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھنا، اسکو نافع

وضار بار وکرانا، اور دور ونزدیک سے ہر ایک کی فریاد سننے کی صلاحیت سے بہرہ ور تسلیم کرنا اسکا نام ہے مافوق الاسباب طریقے سے مدد طلب کرنا اور اسے خدائی متصف ماننا اس کا نام شرک ہے جو بدقسمتی سے اولیاء کے نام پر مسلمان ملکوں میں عام ہے۔ اَعَاذَ نَا اللّٰہُ مِنْہُ تفسیر احسن البیان(ص/٤)

بزرگوں کی باتیں

تیسری قسط

ابوبکر اسماعیل (درجہ خامسہ)

قولِ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((لَوْ طَهُرَتْ قُلُوْبُنَا مَا اُشْبِعَتْ مِنْ كَلَامِ رَبِّنَا))

''اگر ہمارے دل پاک ہوں تو دل کبھی بھی ہمارے پرودگار کے کلام (تلاوت قرآن) سے سیر نہ ہوں''

اغاثة اللهفان لابن القيم (١/٥٥)

قولِ ابن القیم رحمہ اللہ۔ امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے ایک عسائی عورت کے گھر میں نماز پڑھنی چاہی تو ابودردء رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: اے عورت

((هَلْ فِيْ بَيْتِكَ مَكَانٌ طَاهِرٌ فَنُصَلِّيَ فِيْهِ ؟))

''کیا تیرے گھر میں کوئی پاک جگہ ہے یہاں ہم نماز ادا کریں''

تو اس عورت نے کہا:

((طَهِّرَا قُلُوْبَكُمَا ثُمَّ صَلِّيَا أَيْنَ اَحْبَبْتُمَا))

''تم اپنے دلوں کو پاک کرو پھر جہاں چاہو نماز پڑھو''

اس پر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابو دارداء رضی اللہ عنہ تو نے مسئلہ ایک غیر فقیہ سے سمجھ لیا۔

اغاثة اللهفان (١/١٥٣)

قولِ ابن عمر رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

((فَلَمَّا اُنْزِلَتِ الزَّكَاةُ جَعَلَهَا اللّٰهُ طُهْرًا لِلْاَمْوَالِ))

''جب زکوۃ کی ادائیگی کا حکم نازل کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اموال کی پاکی کا سبب بنا دیا''

(بخاری 'الفتح (٣/٣١٨)

یعنی زکوۃ ادا کرنے سے مال پاک ہو جاتا ہے۔

قولِ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: تین چیزیں ایمان میں سے ہیں کہ:

① ((أَنْ يَّحْتَلِمَ الرَّجُلُ فِيْ اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ فَيَقُوْمَ فَيَغْتَسِلَ لَا يَرَاهُ اِلَّا اللّٰهُ))

''سرد رات میں آدمی محتلم ہوا، پس اٹھ کر اس نے غسل کیا جبکہ اسے اللہ کے علاوہ کوئی دیکھ نہیں رہا تھا''

② ((وَالصَّوْمُ فِيْ الْيَوْمِ الْحَارِّ))

''سخت گرمی (لمبے دنوں) کے روزے''

③ ((وَصَلَاةُ الرَّجُلِ فِيْ الْاَرْضِ الفَلَاةِ لَا يَرَاهُ اِلَّا اللّٰهُ))

''گھنے جنگل میں آدمی کا نماز پڑھنا جبکہ اللہ کے علاوہ کوئی اسے دیکھ نہ رہا ہو''

البيهقي في الشعب الايمان (٣/٢٢)(٢٧٥٧)

قولِ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((اَنَّهُ اِذَا تَوَضَّاءَ يَاْخُذُ الْمِسْكَ فَيُذِيْفُهُ فِيْ يَدِهِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِ لِحْيَتَهُ))

''سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ جب وضوء کرتے تو کستوری کی خوشبو اپنے ہاتھ کو لگاتے اور پھر اپنی داڑھی کو لگاتے (گویا اللہ کے سامنے پیش ہونے سے قبل معطر ہوتے)''

مجمع الزوائد (۱/ ۲٤۰) رواه الطبرانی فی الکبیر ورجاله الصحیح

قولِ ابی امامہ باہلی رضی اللہ عنہ

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

((اِذَا وَضَعْتَ الطَّهُوْرَ مَوَاضِعَهٗ قَعَدْتَّ مَغْفُوْرًا لَّكَ))

''اگر تو نے وضوء درست کیا تو تو بخشا ہوا ہے''

مجمع الزوائد (۱/۲۲۳) رجاله موثقون

قولِ ابی العالیہ رحمہ اللہ

حضرت ابوعالیہ رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کے اس قول ((وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ))[التوبة :۹/۱۰۸] کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

((اِنَّ الطُّهُوْرَ بِالْمَاءِ حَسَنٌ وَلٰكِنَّهُمُ الْمُطَّهِّرُوْنَ مِنَ الذُّنُوْبِ))

''بلاشبہ پانی سے طہارت کرنا اچھا ہے لیکن اصل طہارت گناہوں سے پاکی حاصل کرنا ہے''

تفسیر ابن کثیر (۲/۳۹۱)

قولِ اعمش رحمہ اللہ

حضرت اعمش رحمہ اللہ کا اسی فرمان الٰہی کے متعلق قول ہے کہ:

((اَلتَّوْبَةُ مِنَ الذُّنُوْبِ وَالتَّطَهُّرُ مِنَ الشِّرْكِ))

''توبہ گناہوں سے اور پاکی شرک سے (حاصل کرو)'' تفسیر ابن کثیر (۲/۳۹۱)

قولِ ابن عباس رضی اللہ عنہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرمان الٰہی۔

((وَاِذِ ابْتَلٰى اِبْرَاهِيْمَ رَبُّهٗ بِكَلِمَاتٍ))

''اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو چند چیزوں کے ساتھ آزمایا'' (البقرۃ: ۱۲٤)

کے متعلق مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

((اِبْتَلاهُ بِالطَّهَارَةِ خَمْسٌ فِیْ الرَّأْسِ وَخَمْسٌ فِیْ الْجَسَدِ))

«طہارت کے سلسلے میں آزمایا تھا جن میں پانچ کا تعلق سر اور پانچ کا تعلق جسم سے ہے''

خَمْسٌ فِیْ الرَّأْسِ سر کی پانچ (سنتیں)

(۱) قَصُّ الشَّارِبِ مونچھیں کاٹنا

(۲) وَالْمَضْمَضَةُ کلی کرنا

(۳) وَالْاِسْتِنْشَاقُ ناک میں پانی چڑھانا

(٤) وَالسِّوَاكُ مسواک کرنا

(٥) وَفَرْقُ الرَّأْسِ سر میں مانگ نکالنا

خَمْسٌ فِیْ الْجَسَدِ جسم کی پانچ (سنتیں)

(۱) تَقْلِیْمُ الْاَظَافِرِ ناخن کاٹنا

(۲) وَحَلْقُ الْعَانَةِ زیر ناف بال مونڈنا

(۳) وَالْخِتَانُ ختنہ کرنا

(٤) وَنَتْفُ الاِبِطِ بغلوں کے بال مونڈنا

(٥) وَغَسْلُ اَثَرِ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ بِالْمَاءِ

''پانی کے ساتھ بول و براز کے نشانات دھونا''

تفسیر ابن کثیر (۱/۱٦٦)

بقیہ صفحہ نمبر ٦٥

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے۔ دافع البلاء (۲۰) خزائن (۲۴۰/ج ۱۸)

قارئین کرام!

اب ایسے اخلاق اور کردار کا آدمی یہ دعویٰ کرے کہ میں نبی ہوں، محمد رسول اللہ ﷺ ہوں، اس

سے بڑھ کر اور کوئی ظلم ہوسکتا ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ مرزا قادیانی فرعون اور ہامان سے بھی بڑا کافر تھا ۔اس فتنہ سے بچنا پوری امت کو بچانا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

ختم نبوت از روئے اقوال مرزا

محمد طیب سلفی (درجہ سادسہ)

(۱) مرزا صاحب ازالہ اوہام میں لکھتے ہیں۔

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾

''محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کی نبوت کو۔'' الاحزاب(۴۰/۳۳)

یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی ﷺ کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔

(ازالہ اوہام صفحہ نمبر ۳۳۳)

(۲) پھر یہی آیت لکھ کر فرماتے ہیں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ خدا کریم ورحیم نے ہمارے نبی ﷺ کو بغیر اشتہاء کے خاتم النبیین قرار دیا ہے۔اور ہمارے نبی ﷺ نے خاتم النبین کی تفسیر لا نبی بعدی کے ساتھ فرمائی ہے۔ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور طالبین حق کے لیے یہ بات واضح ہے کہ اگر ہم نبی ﷺ کے بعد کسی نبی کے آنے کا جواز قبول کریں تو گویا ہم نے وحی نبوت کا دروازہ کھول دیا حالانکہ یہ بات غلط ہے اور وہ بند ہو چکا ہے اور ہمارے نبی ﷺ کے بعد کسی طرح کا نبی نہیں آسکتا جبکہ ان کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو چکی ہے۔اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتم کر دیا ہے۔

(حمامۃ البشریٰ صفحہ نمبر ۳۴)

(۳) رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا کیوں کہ آپ خاتم النبین ہیں۔

(حمامۃ البشریٰ صفحہ نمبر ۳۵)

(۴) اللہ کو یہ شایاں شان نہیں ہے کہ وہ خاتم النبین کے بعد کوئی نبی بھیجے اور نہیں اس کو کہ سلسلہ نبوت کو

ازسرنوشروع کرے جوکہ پہلے ہی قطع کرچکا ہے۔ (آئینہ کمالات صفحہ نمبر ۳۷۷)

(۵) ایک جگہ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ میں اس بات پر ایمان لاتا ہوں کہ ہمارے رسول آدم کی اولاد کے سردار ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ نبیوں کو ختم کردیا۔ (آئینہ کمالات صفحہ نمبر ۲۱)

(۶) اللہ تعالیٰ نے نبوت کو ہمارے رسول ﷺ کے ساتھ ختم کردیا۔ (تحفہ بغداد صفحہ نمبر ۷)

(۷) کسی نے مرزا صاحب سے سوال کیا آپ نے فتح اسلام میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ مرزا صاحب فرمانے لگے میں نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا ہے۔ محدثیت کا دعویٰ کیا ہے۔ جو خدا کے حکم سے کیا گیا

(آئینہ کمالات صفحہ نمبر ۳۰۳)

(۸) ہمارے نبی کے بعد کسی طرح کا کوئی نبی نہیں آسکتا کیونکہ وحی منقطع ہوچکی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ کردیا ہے۔ یہ تمام باتیں سچ ہیں اور اس کے بعد کوئی شخص بحیثیت رسالت نہیں آسکتا۔ (ازالہ اوہام صفحہ نمبر ۵۷۷)

(۹) اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو ہمارے رسول کے ساتھ ختم کردیا ہے اور وحی نبوت منقطع ہوگئی ہے اور پھر مرزا مسیح موعود بن کر کیسے آسکتا ہے؟ اور ہمارے رسول کے بعد تو کوئی نبی نہیں ہے۔

(تحفہ بغداد صحفہ نمبر ۷)

(۱۰) جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے اور اس کے ذمے یہ بات ضروری ہے وہ خدا کی ہستی کا اقرار کرے اور یہ بھی کہے کہ خدا کی طرف سے مجھ پر وحی نازل ہوئی ہے اور خلق خدا کو خدا کا کلام سنائے اور ایک امت بنادے جو اس کو نبی سمجھتی ہے اور اس یہ کتاب کو کتاب اللہ مانتی ہو۔

آئینہ کمالات (ص/۳۴۴)

(۱۱) اللہ تعالیٰ کی عزت اور جلال کی قسم ہے میں مومن اور مسلمان ہوں، اللہ پر اس کے رسولوں پر اور ملائکہ پر اور بعث بعد الموت پر ایمان لاتا ہوں اور اس بات پر بھی ایمان لاتا ہوں کہ ہمارے محمد ﷺ سب نبیوں کے افضل اور نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں اور ان (قادیانیوں) لوگوں نے تجھ پر افتراء کیا ہے کہ یہ شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ حمامۃ البشریٰ

(ص/۸)

(۱۲) افتراء کے طور پر ہم پر تہمت لگاتے ہیں کہ ہم نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور یہ افتراء ہے ہمارا ایمان ہے کہ محمد ﷺ خاتم انبیاء ہیں (حاشہ کتاب الریہ صفحہ نمبر ۱۸۲)

(۱۳) حضرت محمد ﷺ کے بعد میں کسی بھی نبوت کے دعوے دار کو کاذب اور کافر جانتا ہوں اور میرا یقین ہے کہ وحی حضرت آدم سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوگئی۔

(دین الحق وحقیت النبوت صفحہ نمبر ۸۹)

(۱۴) مدعی نبوت کافر اور اسلام سے خارج ہے۔ (حمامۃ البشریٰ صفحہ نمبر ۷۹)

(۱۵) یہ کیونکر ممکن ہے کہ میں نبوت کا دعوی کروں کیونکہ نبوت کا دعویٰ کرنے والا مسلمان نہیں۔

(حمامۃ البشریٰ صفحہ نمبر ۷۶)

(۱۶) مدعی نبوت بدبخت مفتری اور قرآن کا منکر ہے۔ (حاشیہ انجام اتھم صفحہ نمبر ۲۷)

(۱۷) میں مدعی نبوت پر لعنت بھیجتا ہوں۔ (مجموعہ اشتہارات حصہ سوئم صفحہ نمبر ۲۲۳)

(۱۸) مدعی نبوت امت سے خارج ہے۔ (حمامۃ البشریٰ صفحہ نمبر ۴۹)

(خلاصہ) ان تمام عبارتوں کا مطلب یہ ہے کہ مرزا صاحب کے نزدیک مدعی نبوت 'کافر' 'کاذب' 'بے ایمان' دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ بدبخت مفتری لعنتی دجال قرآن کا منکر اور امت محمدیہ سے خارج ہے۔ اب جو مرزا صاحب کی نبوت ثابت کرتا ہے حقیقت ہے کہ وہ مرزا صاحب کا دشمن ہے اور ان تمام گالیوں کو مرزا صاحب کے لیے حق سمجھتا ہے۔

(۱۹) مرزا صاحب کا آخری فرمان آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کو جاری کرنے والا کافر، قرآن کا دشمن اور بے شرم اور بے حیا ہے۔ اے لوگو! مسلمانوں کی ذریت کہلانے والو! قرآن کے دشمن نہ بنو اور خاتم النبین کے بعد وحی نبوت کا سلسلہ جاری نہ کرو اور اس خدا سے شرم کرو جس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے۔ (فصیلہ آسمانی صفحہ نمبر ۲۹) (حقیقت النبوہ صفحہ نمبر ۹۲)

جو خاتم کے معنی پر اعتراض کرے اس کو اس عبارت پر غور کرنا چاہیے کہ میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوگا اور میں ان کے لیے خاتم اولاد تھا۔

(تریاق القلوب صفحہ نمبر ۳۷۹)

اسلام میں عقیدہ ختم نبوت

حافظ محمد مبین امجد رحمانی (فاضل جامعہ ہذا)

ختم نبوت کا معنی اور مطلب

اللہ تعالیٰ نے سلسلہ نبوت کی ابتداء سیدنا آدم علیہ السلام سے فرمائی اور اسکی انتہا محمد ﷺ کی ذات اقدس پر فرمائی۔ آنحضرت ﷺ پر نبوت ختم ہوگئی۔ آپ ﷺ آخرالانبیا ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبی نہیں بنایا جائیگا۔ اس عقیدہ کو شریعت کی اصطلاح میں عقیدہ ختم نبوت کہا جاتا ہے۔

عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت

ختم نبوت کا عقیدہ ان اجماعی عقائد میں سے ہے جو اسلام کے اصول اور ضروریات دین میں شمار کئے جاتے ہیں، اور عہد نبوت سے لے کر اس وقت تک ہر مسلمان اس پر ایمان رکھتا آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ بلا کسی تاویل اور تخصیص کے خاتم النبین ہیں۔ قرآن مجید کی ایک سو آیات اور نبی مکرم ﷺ کی دو سو دس متواترہ احادیث مبارکہ سے یہ مسئلہ ثابت ہے۔ نبی مکرم ﷺ کی امت کا سب سے پہلا اجماع اسی مسئلہ پر منعقد ہوا۔ چنانچہ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری اپنی آخری کتاب ''خاتم النبین'' میں تحریر فرماتے ہیں ''اور سب سے پہلا اجماع جو امت کا ہوا وہ مسیلمہ کذاب کے قتل پر اجماع تھا۔ جس کا سبب صرف اسکا دعویٰ نبوت تھا'' خاتم النبین (۱۹۷/۶۷)

حالیہ دور میں عقیدہ ختم نبوت کے بڑے دشمن

محترم قارئین کرام!

موجوہ دور میں عقیدہ ختم نبوت کے سب سے بڑے دشمن مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار ہیں۔ یہ خود

کومسلمان ظاہر کر کے سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ تو ڈالتے ہی ہیں بلکہ انکے ہاتھوں سے تو نبی مکرم ﷺ کی عزت اور ناموس بھی محفوظ نہیں۔علماء کرام نے ان کو زندیق کہا ہے۔زندیق اس شخص کو کہتے ہیں جو نام تو آب زمزم کا لے مگر بیچے وہ شراب یعنی اندر کچھ اور ہو اور باہر کچھ اور۔علما کرام نے ان مرزائیوں کو کافروں سے بدتر قرار دیا ہے۔کیونکہ یہ اپنے کفریہ عقائد کو اسلام کی ملمع کاری سے سجا کر پیش کرتے ہیں۔جبکہ عام کافر اپنے کفر کو اسلام نہیں کہتا۔اس مرزا نے جو بکواس اسلام کے خلاف اور امت محمدیہ کے نفوس طیبہ پر کی ہے اسے ذرا ایک نظر دیکھتے ہیں کہ یہ ملعون کس قدر اپنے کفر پر پکا اور ضدی ہے۔نقل کفر، کفر نہ باشد

''اور (جو) ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائیگا کہ اسکو ولدالحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں'' انوارالاسلام (۳۰) روحانی خزائن (۳۱)

''جو میرے مخالف تھے انکا نام عیسائی، یہودی اور مشرک رکھا گیا''

روحانی خزائن (۳۸۲) ج (۱۸)

''اور مجھے بشارت دی گئی ہے جس نے تجھے شناخت کرنے کے بعد تیری دشمنی اور تیری مخالفت اختیار کی وہ جہنمی ہے'' تذکرہ (۱۶۸) طبع دوم

قارئین!

اسکی یہ بدزبانی صرف عامۃ المسلمین تک کو شامل نہیں بلکہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے متعلق بھی بدزبانی کیا کرتا تھا۔ملاحظہ ہو:

''میں خود اس بات کا قائل ہوں کہ دنیا میں کوئی ایسا نبی نہیں آیا جس نے کبھی اجتہاد میں غلطی نہیں کی''

تتمہ حقیقت الوحی (۱۳۵) خزائن (۵۷۳) ج (۲۲)

''پس اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز (مرزا غلام احمد) اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کر کے بھی قید سے بچایا گیا مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا''

براہین احمدیہ (۹۹/ج ۵) خزائن (۹۹/ج ۲۱)

''نہایت شرم کی بات ہے کہ آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کی پہاڑی تعلیم جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے، یہودیوں کی

کتاب طالمود سے چرا کر لکھا ہے'' حاشیہ انجام آتھم (۶) خزائن (۲۹۰/ج ۱۱)

''خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا'' دافع البلاء (۱۳) (بقیہ دیکھیں صفحہ نمبر: ۶۰)

میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں

(ابو مسلم ضیاء الدین سیف، ملتان)

حضرت سعد بن ابی وقاص بن مالک بن وُہیب بن عبد مناف الزھری رضی اللہ عنہ السابقون الاوّلون میں سے ہیں۔ فاتح ایران، گورنر عراق اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ اسلام میں سب سے پہلا اللہ کی راہ میں تیر چلانے کا اعزاز انہیں حاصل ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر، اُحد، خندق اور دیگر غزوات میں شریک ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے لیے یہ اعزاز بھی ہے کہ جب غزوۂ اُحد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بے جگری کے ساتھ ٹھیک ٹھیک نشانوں پر تیر اندازی کرتے ہوئے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((یَاسَعْدُ ارْمِ! ..... فِدَاكَ أَبِیْ وَ أُمِّیْ))

''سعد تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں، اسی طرح تیر اندازی کرتے رہو''۔

صحیح بخاری، المغازی، باب "إذهمت طائفتان منكم أن تفشلا" (٤٠٥٩) (٣٧٢٥)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ میں تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لیے تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ میری پیشانی پر رکھا، پھر میرے سینے اور میرے پیٹ پر ہاتھ پھیرا۔ پھر کہا:

((اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا وَ أَتْمِمْ لَهٗ هِجْرَتَهٗ))

''اے اللہ! سعد کو شفا عطا فرما اور اس کے لیے اس کی ہجرت کو پورا کر دے''۔

صحیح مسلم، الوصیة، باب الوصیة بالثلث (١٦٢٨) (٤٢١٥) صحیح ابی داؤد (٢٦٦١)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے زخمی ہو جانے کے بعد اپنی شہادت سے چند دِن قبل جو چھ آدمیوں پر مشتمل جماعت تشکیل دی تھی جن کے ذمہ خلیفہ کا انتخاب لگایا گیا، ان میں سے ایک حضرت سعد بن ابی وقاص

رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ بلکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو الوداعی وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

''اگر سعد خلیفہ منتخب ہو جائیں تو بہتر، اور اگر کوئی دوسرا منتخب ہوتا ہے تو اسے چاہیے کہ سعد سے مدد حاصل کرے''۔ صحیح مسلم، الوصیة، باب الوصیة بالثلث (١٦٢٨) (٤٢١٥)

بزم أطفال غزوات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حافظ عبدالقدیر بن محمد عبداللہ (درجہ ثانیہ)

۱۔غزوہ بواط:۔(ربیع الاوّل ۲ھ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کی تعداد ۲۰۰ تھی اور دوسری طرف امیہ بن خلف سے رضوی اور بواط سے واپسی پر قریش کا قافلہ اور امیہ بن خلف سے سامنا ہوا ان کی تعداد ۱۰۰ تھی۔

۲۔غزوہ سفوان یا بدر اولیٰ:۔(ربیع الاوّل ۲ھ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۷۰ ساتھوں سمیت کرز بن جابر کا جو اہل مدینہ کے مویشی لوٹ کر لے گیا تھا سفوان تک تعاقب کیا مگر ہاتھ نہ لگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے۔

۳۔غزوہ بدر الکبریٰ:۔(رمضان ۲ھ) میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۳۱۳ جانثاروں کے ساتھ ابوجہل کی مدینے سے باہر مدافعت کی جو (۱۰۰۰) ایک ہزار کا لشکر لے کر آرہا تھا مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے فتح دی۔ نتیجے میں دشمن کے 70 مارے گئے اور 70 قیدی بنا لیے گئے۔ اور مسلمانوں سے 14 صحابہ کرام کو شہادت کی موت نصیب ہوئی۔

۴۔غزوہ السویق:۔(۲ھ ذی الحجہ) میں ابوسفیان (۲۰۰) دوسو سواروں کے ساتھ مدینہ آیا اور دو مسلمانوں کو شہید کیا اور پھلدار درختوں کو کاٹ کر چلا گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسو (۲۰۰) ساتھیوں کے ساتھ دشمن کا تعاقب کیا مگر ہاتھ نہ آیا۔

۵۔غزوہ ذی امر یا غزوہ غطفان یا غزوہ انمار:۔(ربیع الاوّل ۳ھ) میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے 450

ساتھیوں کے ساتھ مظاہرہ کیا جس کی وجہ سے بنوثعلبہ اور بنومحارب جو جمع ہوئے تھے کہ مدینے پر حملہ آور ہوں منتشر ہو گئے۔

۶۔غزوہ احد:۔(۶ شوال ۳ھ) میں 650 پیادہ نبی کریم ﷺ کی قیادت میں احد کے مقام پر دشمن کا مقابلہ کیا جن کی تعداد کل 3000 تھی۔جن میں 2800 پیادہ اور 200 سوار تھے۔اس مقابلے میں مسلمانوں کو سخت نقصان اٹھانا پڑا مگر کفار مرعوب ہو کر نتیجہ میں ناکام ہوئے۔جس میں 70 مسلمان شہید ہوئے اور 40 قیدی بنا لیے گئے اور کفار میں سے 30 قتل ہوئے۔

۷۔غزوہ بدرالاخری:۔(ذی قعدہ ۴ھ) نبی کریم ﷺ 1500 پیادہ اور 10 سواروں کے ساتھ نکلے تو دشمن ابوسفیان 2000 پیادہ اور 50 سوار کو مکہ سے لڑائی کی غرض سے لیکر طیران یا عسفان تک آیا پھر واپس لوٹ گیا۔تو نبی کریم ﷺ بھی واپس تشریف لے آئے۔

۹۔غزوہ بنومصطلق یا مریسیع:۔(۳ شعبان ۵ھ) نبی کریم ﷺ نے بنومصطلق والوں سے جنگ کی، دشمن کو شکست ہوئی، دشمن کے 190 قیدی ہوئے سب چھوڑ دیے گئے اور 10 قتل ہوئے اور مسلمانوں میں سے ایک شہید ہوا۔

۱۰۔غزوہ احزاب یا خندق:۔(شوال ذی قعدہ ۵ھ) نبی کریم ﷺ کے ساتھیوں کی تعداد 3000 تھی اور دشمن کی تعداد ابوسفیان اموی کی قیادت میں 10000 تھی۔مسلمانوں سے 6 شہید ہوئے اور دشمن کے دس قتل کر دیے گئے۔دشمن ناکام ہو کر واپس لوٹ گیا۔

۱۱۔غزوہ بنوقریظہ:۔(ذی الحجہ ۵ھ) میں مسلمانوں کا بنوقریظہ یہودی قبیلہ سے معرکہ ہوا مسلمانوں کے 4 شہید ہوئے اور یہودی دشمن کے 200 قیدی ہوئے اور 400 قتل کر دیے گئے۔

۱۲۔غزوہ بنی لحیان:۔(ربیع الاول ۶ھ) رسول اللہ ﷺ نے دوسو سواروں کے ساتھ بنوطیان شاخ ہذیل پر چڑھائی کی مگر دشمن بھاگ گیا۔مقابلہ نہیں ہوا۔

۱۳۔غزوہ ذِی قردہ یا غابہ:۔(ربیع الاوّل ۶ھ) 500 صحابہ نے مع سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ شرکت کی بنو غطفان کی طرف۔دشمنوں کا ایک قتل ہوا۔اور مسلمانوں میں سے ایک عورت قید ہوئی اور تین شہید ہوئے۔

۱۴۔غزوہ خیبر:۔(۷ھ محرم) میں 1400 آدمی اور 20 عورتوں نے شرکت کی اور دشمن کی تعداد 10000 تھی جو خیبر کے یہود تھے کناز بن ابوالحقیق کی قیادت میں دشمن کے 93 قتل ہوئے اور مسلمانوں کے 50 نوجوان زخمی ہوئے اور 18 یا 19 شہید ہوئے۔

۱۵۔غزوہ وادی القریٰ:۔(محرم ۷ھ) نبی کریم ﷺ نے 1382 صحابہ کرام کے ساتھ خیبر سے واپسی پر ذی القریٰ کے یہودیوں سے خفیف مقابلہ کیا۔ایک مسلمان شہید ہوا۔اور دشمن کے 11 قتل ہوئے

۔

۱۶۔غزوہ فتح مکہ:۔(رمضان ۸ھ) 10000 مسلمانوں نے شرکت کی لیکن مکہ والوں نے صلح کر لی۔فوج کے ایک دستے سے مزاحمت ہوئی دو مسلمان شہید ہوئے اور دشمن کے 12 قتل ہوئے۔اللہ تعالیٰ کی توفیق سے فتح ہوئی۔

۱۷۔غزوہ حنین یا اوطاس یا ہوازن:۔(شوال ۸ ھ) میں 12000 مسلمانوں نے بنو ہوازن بنو ثقیف اور مضر بنو احسم کی طرف چڑھائی کی۔دو مسلمان شہید ہوئے۔اور دشمن کے 6000 قیدی ہوئے اور 17 قتل ہوئے۔مسلمانوں کو فتح ہوئی۔

۱۸۔غزوہ طائف:۔(شوال ۸ھ) میں نبی کریم ﷺ 12000 صحابہ کے ساتھ بنو ثقیف کا محاصرہ کیا مقابلہ نہیں ہوا۔

۱۹۔غزوہ تبوک:۔(رجب ۹ھ) نبی کریم ﷺ نے 30000 کا الاؤ لشکر لے کر۔قیصر ہرقل کی طرف چڑھائی کی لیکن سرحد پر مظاہرے کر کے دشمن کو مرعوب کرنے کے بعد واپس ہوئے۔

بحوالہ:۔رحمت اللعالمین

اچھی نصیحتیں عبدالحفیظ (درجہ ثانیہ)

❁ محبت کریں.....رحمٰن کے ساتھ

❁ پڑھیں.....انتخاب کے ساتھ

❁ خدمت کریں.....لگن کے ساتھ

❁ بولیں.....اختصار کے ساتھ

❁ بات سنیں.....توجہ کے ساتھ

❁ عبادت کریں.....محبت کے ساتھ

بشارات نبویہ ﷺ

آصف الرحمٰن وزیرآبادی (فاضل جامعہ ھذا)

۱۔مہاجرین (دوسرے جنتیوں سے) چالیس سال قبل جنت میں داخل ہوکر آرام کریں گے۔
(صحیح الجامع الصغیر الالبانی ۹۲)

۲۔نرم دل لوگ جنت میں ہوں گے۔ (صحیح مسلم، ۷۱۶۲)

۳۔ضعیف وناتواں اللہ کی جنت میں ہوں گے۔ (صحیح مسلم ۷۱۸۹)

۴۔نرم مزاج لوگوں پر جہنم کی آگ حرام ہے۔ (صحیح الجامع الصغیر، ۳۱۳۵)

۵۔رسول اللہ ﷺ کا اطاعت گزار جنت میں ہوگا۔ (صحیح البخاری، ۷۲۸۰)

۶۔اللہ تعالیٰ کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرنے والے جنت کے بالا خانوں میں ہوں گے۔
(مسند احمد ۱۱۷۶۸)

۷دن اور رات میں بارہ رکعت (سنتیں) پڑھنے والے کا جنت میں گھر ہوگا۔ (صحیح سنن ترمذی، ۴۱۵)

۸۔ارکان اسلام بجالانے والا جنت میں ہوگا۔ (صحیح البخاری، صحیح مسلم)

۹۔صفات محمودہ سے متصف جنت میں ہوگا۔ (صحیح الجامع الصغیر، ۲۱۲۳)

۱۰۔عادل حکمران، نرم دل، صدقہ وخیرات کرنے والا جنت میں ہوگا۔ (صحیح الترغیب ۲۱۸۴)

۱۱۔دو بچیوں کی پرورش کرنے والا جنت میں ہوگا۔ (صحیح مسلم ۶۶۹۵)

۱۲۔ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھنے والے کے لیے جنت جانے میں رکاوٹ خود اسکی موت ہے۔
(صحیح الجامع الصغیر ۶۴۶۴)

۱۳۔جو کسی سے، کچھ نہ مانگے اسکے لیے جنت کی ضمانت۔ (صحیح الجامع الصغیر ۶۶۰۴)

۱۴۔غصہ نہ کرنے والے کے لیے جنت۔ (صحیح الجامع الصغیر'۷۳۷۴)

۱۵۔السلام علیکم کی اشاعت کرنے والا' کھانا کھلانے والا'صلہ رحمی کرنے والا'رات کو تہجد پڑھنے والا'سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہوگا۔ (سنن ترمذی' قال الالبانی صحیح'۲۴۸۵)

۱۶۔اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے ظلماً قتل ہونے والا جنتی ہے۔ (صحیح الجامع الصغیر'۶۴۴۶)

۱۷۔حج مبرور کا انعام جنت ہے۔ (صحیح مسلم'۳۲۸۹)

۱۸۔صدمہ کی ابتداء میں صبر کرنے والا جنتی ہے۔ (صحیح سنن ترمذی'۲۴۰۰)

۱۹۔حصول علم کے لیے سفر کرنے والے کے لیے جنت کا سفر آسان ہوجاتا ہے۔
(صحیح سنن ابی داؤد'۳۶۴۳)

۲۰۔عدل وانصاف کرنے والا قاضی جنت میں ہوگا۔ (صحیح سنن ابی داود'۳۵۷۳)

۲۱۔اذان دینے والا جنت میں ہوگا۔ (صحیح الترغیب والترھیب'۲۴۶)

۲۲۔تکبر'خیانت اور قرض سے بری جنت میں ہوگا۔ (صحیح سنن ترمذی'۱۵۷۲)

۲۳۔صبح وشام سیدالاستغفار پڑھنے والا جنت میں ہوگا۔ (صحیح سنن ابی داود'۵۰۷۰)

۲۴۔غزوہ بدر اور صلح حدیبیہ میں شریک ہر فرد جنتی ہے۔ (ترمذی'۳۸۶۴)

۲۵۔اللہ کے لیے مسجد بنانے والے کے لیے جنت میں گھر ہے۔ (صحیح مسلم'۱۰۴۷)

۲۶۔یتیم کی کفالت کرنے والا جنتی ہے۔ (صحیح سنن ترمذی'۱۹۱۸)

۱۰ باتیں ۱۰ باتوں کو ختم کردیتی ہیں قاری انس مہار (درجہ اولیٰ)

① توبہ گناہ کو ② دکھ زندگی کو
③ غصہ عقل کو ④ صدقہ مصیبت کو
⑤ چغلی دوستی کو ⑥ نماز بے حیائی کو
⑦ نیکی بدی کو ⑧ جھوٹ رزق کو

⑨ ظلم انصاف کو ⑩ تکبر اعمال کو۔

کاش ہم ان باتوں کو سمجھیں۔

منافقت اختیار کرنے سے بچیں

حافظ فہداللہ محمدی (درجہ ثالثہ)

فرمان الٰہی:

''بیشک منافقین جہنم کے نچلے درجے میں ہوگئے'' سورۃ النساء (۱۴۵/۴)

''اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کیلئے دوزخ کی آگ کا وعدہ کیا ہے، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گئے'' سورۃ التوبہ (۶۸/۹)

منافق کی پہچان قرآن وحدیث کی روشنی میں

① ''زبان سے اسلام کا قرار کرتا ہے دل سے نہیں'' سورۃ البقرۃ (۸/۲)

② ''چرب زبانی اور پرتکلف گفتگو کرتا ہے'' سورۃ البقرۃ (۲۰۴/۲)

③ ''جھوٹی قسموں کو اپنے لیے ڈھال بناتا ہے'' سورۃ المنافقون (۲/۶۳)

④ ''دعویٰ اصلاح کرتا ہے عملاً فساد پھیلاتا ہے'' سورۃ البقرۃ (۱۲،۱۱/۲)

⑤ ''ادائیگی نماز میں سستی اور کاہلی کا مظاہرہ کرتا ہے'' سورۃ النساء (۱۴۲/۴)

⑥ ''دکھلاوے کی عبادت کرتا ہے'' سورۃ النساء (۱۴۲/۴)

⑦ ''برائی کی ترغیب اور بھلائی سے روکتا ہے'' سورۃ التوبہ (۶۷/۹)

⑧ ''اللہ کے راستے میں خرچ کرنے سے کنجوسی کرتا ہے'' سورۃ التوبہ (۶۷/۹)

⑨ ''لوگوں سے چھپتا ہے اللہ سے نہیں چھپتا تنہائی میں بے دھڑک گناہ کرتا ہے''

سورۃ النساء (۱۰۸/۴)

⑩ ''جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے'' صحیح بخاری (۳۴،۳۳)

⑪ ''جب وعدہ کرتا ہے تو خلاف ورزی کرتا ہے، جب لڑتا ہے تو گالی بکتا ہے'' صحیح بخاری (۳۳)

⑫ ''نماز باجماعت کی پروانہ کرتے ہوئے اس سے پیچھے رہتا ہے'' صحیح مسلم (۶۶۲)

⑬ ''جب امانت دی جاتی ہے تو اس میں خیانت کرتا ہے'' صحیح بخاری (۳۳،۳۴)

آئے اپنا جائزہ لیجئے منافقین کی کوئی نشانی کہیں آپ میں تو نہیں ہے۔

کیا آپ کو معلوم ہے..؟ غضنفر اقبال (درجہ سابعہ)

کہ کن کن کافروں کا ذکر قرآن پاک میں ہوا ہے؟

① جالوت: (سورۃ البقرہ آیت نمبر 247)

جالوت ایک بہت بدکردار اور شرارتی تھا اور جب حضرت طالوت کی جالوت کے ساتھ لڑائی ہوئی تو اس وقت جالوت کو شکست ہوئی اور حضرت داؤد نے جالوت کو قتل کر دیا تھا۔

② سامری: (سورۃ البقرہ آیت نمبر 51، 52 اور 92)

سامری نے سب سے پہلے جب حضرت موسیٰ چالیس دن کے لیے پہاڑ پر گئے تو اس نے زیور اکٹھے کر کے ایک سونے کا بچھڑا بنایا اور پھر اس کی پوجا کی جانے لگی پھر جب حضرت موسیٰ واپس آئے تو حالات پر قابو پایا اور بچھڑے کو جلا کر، دریا میں بہا کر، اس کا خاتمہ کر دیا۔

③ فرعون (سورۃ الانفال آیت نمبر 54، 52) سورۃ الزخرف آیت نمبر 49 تا 53)

فرعون یہ شاہِ مصر کا لقب تھا ہر ظالم حکمران کو فرعون کہتے تھے۔ یہ وہ فرعون ہے جس نے حضرت موسیٰ کی کفالت کی تھی۔

④ قارون:۔ (سورۃ القصص آیت نمبر 76 تا 81)

قارون حضرت موسیٰ کا چچازاد بھائی اور موسیٰ اور ہارون کے بعد تورات کا سب سے بڑا عالم تھا۔ اس نے حد سے زیادہ مال و دولت جمع کر رکھا تھا۔ اور وہ نے حضرت موسیٰ کو چھوڑ کر فرعون سے مل گیا تھا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اسے اسکے خزانوں سمیت زمین میں دھنسا دیا۔

⑤ ہامان:۔ (سورۃ القصص آیت نمبر 38) ہامان یہ فرعون کا وزیر تھا اور فرعون نے اسے ایک اونچا مینار بنانے کا حکم دیا تھا۔ جس پر چڑھ کر وہ خدا کو دیکھ سکے۔

⑥ ابولہب:۔سورۃ تبت آیت نمبر 1 تا 5)

جب آپ ﷺ نے تبلیغ فرمائی تو اس نے آپ ﷺ کو برا بھلا کہا پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

⑦ ازر:۔سورۃ انعام آیت نمبر 74)

حضرت ابراہیم کے والد تھے یہ بتوں کی پوجا کرتے تھے اور بت بناتے بھی تھے۔حضرت ابراھیم نے ان کو وعظ کیا مگر انہوں نے نے کہا کیا ہمارے ماں باپ جھوٹے تھے۔پھر حضرت ابراھیم نے اپنے باپ کی بخش کی دعا کی،تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو منع فرمادیا۔کیونکہ وہ مشرک تھے۔

اسلام کے علاوہ سبھی دین منسوخ ہیں

شفیق انور (درجہ سابعہ)

﴿وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾

"اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہوگا وہ اُس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا۔"

آل عمران(۸۵/۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میں محمد کی جان ہے،اس امت کا کوئی بھی آدمی خواہ وہ یہودی ہو یا عیسائی ہو،میرے بارے میں سن لے اور مجھ پر ایمان نہ لائے اور اس تعلیم کو نہ مانے جسے میں دے کر بھیجا گیا ہوں،تو وہ جہنمی ہے۔"

صحیح مسلم،الایمان، باب وجوب الایمان برسالة نبینا محمد ﷺ

بچو یہ گناہ ہیں۔۔!

سفیان صفدر (درجہ خامسہ)

۱۔کسی مسلمان بھائی سے بغیر شرعی عذر تین دن سے زیادہ ناراض رہنا۔ صحیح بخاری(٦٠٧٧)

۲۔کسی کو گالی دینا۔ صحیح بخاری(٤٨۔٤٤) ومسلم(٦٤)

۳۔کسی کی چغلی کرنا۔ صحیح بخاری(٦٠٥٦)

۴۔کسی کی غیر موجودگی میں اس کی غیبت کرنا۔سورۃ الحجرات(١٢/٤٩)

۵۔سود کھانا۔ سورۃ البقرۃ(٢٧٨/٢)

٦۔ریاءکاری کرنا۔ السلسلۃ الصحیحہ (٩٥١)

٧۔جمعہ کی اذان کے بعد خرید وفروخت کرنا۔ سورۃ الجمعۃ(٩/)

٨۔ظلم اور بخل کرنا۔ صحیح مسلم(٢٥٧٨)

٩۔مسجد میں گم شدگی کا اعلان کرنا۔ مسلم، المساجد(٥٦٨)

١٠۔جھگڑا کرنا۔ صحیح بخاری(٧١٨٨)

گیارہ تلواریں

محمد علی مہر (درجہ ثالثہ)

لوگ دنیا کی عارضی زندگی کے لیے کتنا مال ودولت اکٹھا کرتے ہیں مگر مرتے وقت سب یہیں پہ رہ جاتا ہے جو وہ مال چھوڑ کر مرتا ہے اس کو ''ترکہ'' کہتے ہیں۔ہمارے پیارے نبی ﷺ کی جب وفات ہوئی تو ان کے ''ترکے'' میں بھی گیارہ تلواریں تھیں۔جن میں سے بعض عرب کی مشہور ترین تلواریں تھیں۔ان تلواروں کے نام کچھ یوں ہیں۔

① **ماثور**:۔آپ ﷺ کی تلواروں میں سے سب سے پہلی تلوار ہے جو آپ ﷺ کو آپ کے والد صاحب کے ترکے سے ملی۔

② **العضب**:۔جب آپ ﷺ بدر کو چلنے لگے تو سیدنا سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کی۔

③ **ذوالفقار**:۔یہ تلوار آپ ﷺ کی تمام تلواروں میں سب سے مشہور ہے۔یہی وہ تلوار ہے جس کے بارے میں آپ ﷺ نے احد کے روز خواب دیکھا تھا۔یہ تلوار عاص بن منبہ کافر کی تھی جو آپ ﷺ کو بدر کے مال غنیمت سے ملی۔حضور اکرم ﷺ کو اس تلوار سے بہت محبت تھی۔اس کے دستے

اور کنڈے پر جڑی چاندی آپ ﷺ کی اس تلوار کے ساتھ والہانہ محبت کا اعلان تھا۔ یہ تلوار آپ ﷺ کی ملکیت میں آنے کے بعد پھر کبھی آپ ﷺ سے جدا نہ ہوئی۔

④ **قلعی**: یہ آپ ﷺ کو ''قلع'' نامی جگہ سے ملی۔ ⑤ **البتار**: بہت خوب کاٹنے والی۔

⑥ **القتف**: ۔موت۔ ⑦ **المخذم**: کاٹنے والی۔ ⑧ **الرسوب**: ۔یعنی جسم میں گھس کر ڈوب جانے والی۔

⑨ **القضیب**: ۔تیز دھار والی تلوار۔ ⑩ **الضمصامۃ**: ۔کاٹنے والی اور ایسی مضبوط جو کبھی مڑ نہ سکے۔ ⑪ **اللحیف**: ۔یعنی ادھیڑنے والی۔ بحوالہ :زرقانی (۳۷۸)

سب سے بڑھ کر محمد عمران حاصلپوری (درجہ اولیٰ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میری امت پر سب سے زیادہ رحمدل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

سب سے بڑھ کر دینی معاملہ میں بے لچک حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔

سب سے بڑھ کر حیا کے پیکر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں۔

سب سے بڑے کتاب اللہ کے قاری حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں۔

سب سے بڑے حلال وحرام کا امتیاز کرنے والے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں۔

سب سے زیادہ ماہر علم میراث میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں۔

سب سے بڑھ کر اس امت کے امین (امانت دار) حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہیں۔

ترمذی، المناقب، باب مناقب معاذ بن جبل..... (۳۷۹۰)

رزق میں اضافے کا نسخہ حافظ محمد عمران اعجاز (درجہ اولیٰ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جسے یہ بات پسند ہے کہ اس کی روزی میں فراخی اور اسکی عمر میں اضافہ کیا جائے تو اسے چاہیے کہ صلہ

رحمی کرے۔'' مسلم(۲۵۵۷)

شیطان سے بچاؤ کا طریقہ محمد مدثر بٹ (درجہ ثانیہ)

حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! شیطان میری نماز اور قرات کے درمیان حائل ہو گیا اور مجھ پر نماز میں شبہ ڈالتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شیطان ہے جسے خنزب کہا جاتا ہے جب تو ایسی بات محسوس کرے تو اس سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کر اور اپنے بائیں جانب تین مرتبہ تھوک دیا کر پس میں نے ایسے ہی کیا تو شیطان مجھ سے دور ہو گیا۔ صحیح مسلم، الطب، باب التعوذ من شیطان ..... ۲۲۰۳)

تین جنتی بندے عامر مختار (درجہ ثالثہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے پہلے جو تین بندے جنت میں داخل ہوں گے ان کے متعلق مجھے بتایا گیا (وہ یہ ہیں)

① شَهِيدٌ	شہد
② عَفِيفٌ	پاک دامن
③ مُتَعَفِّفٌ	نرم مزاج

ترمذی، فضائل الجهاد، باب ما جاء فی ثواب الشهید (۱۶۴۲) حدیث حسن)

چھ باتیں علی المرتضی (درجہ ثانیہ)

1۔نماز شیطان کا منہ کالا کرتی ہے۔ 2۔نماز مومن کا نور ہے۔

3۔صبح کو جو شخص نماز کو جاتا ہے تو اسکے ہاتھ میں ایمان کا جھنڈا ہوتا ہے اور جو شخص بغیر نماز پڑھے بازار کو جاتا ہے اسکے ہاتھ میں شیطان کا جھنڈا ہوتا ہے۔

4۔قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا۔

5۔جس کی عصر کی نماز فوت ہوگئی گویا اسکا اہل وعیال اور مال ومتاع لوٹ لیا گیا۔

6جس نے نمازوں کی حفاظت نہ کی،کبھی پڑھی کبھی نہ پڑھی قیامت کے دن وہ عذاب میں قارون،فرعون،ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

مجاہد کے خون کی قدر و قیمت

قاری انعام الرحمٰن (درجہ اولیٰ)

''مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی شخص اللہ کی راہ میں زخمی نہیں ہوتا اور اللہ جانتا ہے کہ کون اسکی راہ میں خالص نیت کے ساتھ زخمی ہوا۔مگر وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ زخم بہتا ہوگا خون کا رنگ تو خون جیسا ہی ہوگا مگر خوشبو کستوری کی ہوگئی''

صحیح بخاری، کتاب الجهاد(۲۲۸)

ایک اور روایت میں یوں الفاظ ہیں۔

''جو شخص اللہ کی راہ میں زخمی ہوا یا کوئی ٹھوکر اور چوٹ لگی تو وہ قیامت کے دن بہترین زعفرانی رنگ اور کستوری کی خوشبو کے ساتھ اٹھے گا'' صحیح الترمذی،ابواب فضائل الجهاد(۲۲۹)

زندگی

ابو بدر سعید الرحمٰن (درجہ رابعہ)

زندگی.....ایک علم ہے اسے حاصل کرو۔

زندگی.....ایک چیلنج ہے اس کو قبول کرو

زندگی.....ایک مشن ہے اسے پورا کرو۔

زندگی.....ایک مقصد ہے اسے حاصل کرو

زندگی....ایک تجربہ ہے اس سے سبق حاصل کرو۔

زندگی.....ایک طوفان ہے اسکا مقابلہ کرو۔

زندگی.....ایک امانت ہے اسکی حفاظت کرو۔

زندگی.....اطاعت ہے اسے خدا کے حضور گزارو۔

زندگی.....ایک ہنر ہے اسے سیکھو۔

زندگی.....آخرت کی کھیتی ہے اس لیے اس میں اچھی فصل کاشت کرو۔

شہید کے چھ اعزاز

محمد سعید احمد (کلاس قاری احسان اولکھ صاحب)

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے ہاں شہید کے چھ اعزاز ہیں (اور وہ یہ ہیں)

① يُغفَرُ لَهٗ فِي أَوَّلِ دَفْعَةٍ وَيُرَى مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ

''پہلے ہی لمحہ اسکی مغفرت کر دی جاتی ہے اور اس کو جنت میں اس کا ٹھکانہ دکھا دیا جاتا ہے۔''

② وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ عذاب قبر سے محفوظ کر دیا جاتا ہے

③ وَيَأْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ قیامت کی بڑی مصیبت سے محفوظ رہتا ہے۔

④ وَيُوْضَعُ عَلَى رَأْسِهٖ تَاجُ الْوَقَارِ الْيَاقُوتَةُ مِنْهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا

''اس کے سر پر عزت اور وقار کا تاج رکھا جاتا ہے جس کا صرف ایک ہی یاقوت دنیا اور اس میں جو کچھ ہے سب سے قیمتی ہے۔''

⑤ وَيُزَوَّجُ اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ إِنْسَانًا زَوْجَةً مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ

''خوبصورت، بڑی بڑی آنکھوں والی بہتر ۷۲ حوروں سے اس کی شادی کر دی جاتی ہے۔''

⑥ وَيُشَفَّعُ فِي سَبْعِيْنَ مِنْ أَقَارِبِهِ

''اس کے ستر ۷۰ رشتہ داروں کے بارے میں اس کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔''

ابن ماجه' الجهاد' باب فضل الشهادة في سبيل الله (۲۷۹۹) وصحيح الترغيب (۱۳۷۵)

ساری کائنات بامقصد ہے حافظ مزمل عزیزی (درجہ ثانیہ)

''اور ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو (مخلوقات) ان دونوں کے درمیان ہے اس کو لہو ولعب کیلئے پیدا نہیں کیا۔'' سورۃ الانبیاء (۱۶/۲۱)

''کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تم کو بے فائدہ پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے؟ تو اللہ جو سچا بادشاہ ہے (اُس کی شان) اس سے اونچی ہے، اُس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی عرش بزرگ کا مالک ہے'' المؤمنون (۱۱۴/۲۳-۱۱۶) اللہ نے انسان کی پیدائش کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کریں۔'' سورۃ الذریات (۵۶/۵۱)

❁

رسول اللہ ﷺ کی آخری وصیت گلفام اشرف (درجہ اولیٰ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے آخری لمحات میں یعنی بوقت رحلت عام وصیت دو چیزوں کی فرمائی۔

الصَّلَاةُ نماز (کی پابندی رکھنا)

وَمَامَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ اور غلاموں کے متعلق اللہ سے ڈرنا

ابن ماجه'' الوصايا' باب وهل أوى رسول ﷺ (۲۶۹۷) صحيح عندالالبانی

❁

Designed & Printed by: Maktaba Islamia

قارئین کرام! سلسلۂ دار المکرم آپ کا اپنا رسالہ ہے، خود پڑھیں، دوسروں کو پڑھنے کی دعوت دیں، ہمیں آپ کی قیمتی آراء کا انتظار رہے گا، اپنے گراں قدر مشوروں سے نواز کر شکریہ کا موقع دیں